جلد ۵ — یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شایع ہوتا ہے — نمبر ۹

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون

اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

ایڈیٹر

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

قیمت سالانہ عوام سے عہ اور طلبا سے ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ اور غیر ممالک سے دو روپیہ اور خاص اعانۃً عہ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء — فہرست مضامین — مطابق ماہ رمضان ۱۳۲۸ھ

حافظ روشن علی

مرزا برکت علی
ایڈیٹر

" مینیجر

باہتمام چوہدری عبد السلام صاحب مینیجر مورخہ ۳۰ - ستمبر ۱۹۱۰ء کو قادیان سے شایع ہوا

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت سے بھی بوجہ تجربہ کے طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے۔ اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑوال سبل اور سرخی ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کیلیے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ قسم دوم ۸ قسم سوم ۴ اصلی ممیرا قسم اول عہ دوم ۱

ترکیب استعمال:- یہ ممیرا پتھر پر گھسکر یا سرمہ کی طرح پیسکر آنکھوں میں ڈالا کرے یہ سرمہ خاصکر اس گرمی وغیرہ کے موسم میں جو بیمار ہوتے ہیں بہت مجرب ہے۔

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے)

مقوی جمیع اعضا مفرح مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر یک دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت ۸ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید حاشی ریشمی اور سوتی لنگی صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں

المشتہر- احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے اعتراضات کا جواب

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے لوگوں پر شفقت کر کے کہ لوگ طریق ضلالت سے بچیں۔ اس امر کی طرف ہدایت فرمائی جس امر کو قرآن شریف میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو سمجھانے کے لیئے بیان کیا ہے قل ماکنت بدعا من الرسل یعنی کہو کہ میں کوئی نیا رسول نہیں۔ اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کسی نہ کسی رسول کو مانتے ہیں یا کم سے کم کسی کو راستباز مانتے ہیں اسی ذریعہ سے مرزا صاحب کی امامت پر اور راستبازی پر وہ غور کریں۔ کیونکہ وہ طریق معتاد ہے جس پر چل کر مقصود کو پہنچنا آسان ہے نئے راستہ میں ہمیشہ دقت ہوتی ہے اور بہت سے اندیشوں کا سامنا ہوتا ہے مثلاً جس شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ پنجابی یا اردو میں فہم و تفہیم کرتا ہے۔ تو اسکو عربی میں یا انگریزی میں بہت دقت ہوگی۔ بلکہ وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچیگا۔ تو اسی طرح جس دلیل سے کسی نے کسی رسول کو مانا ہے اور

واقعی اس دلیل سے مانا ہے اور اس میں کوئی بناوٹ نہیں تو وہی دلیل حضرت مرزا پر لگا کر دیکھیں۔ تو بہت آسانی سے انکے دعوے کو سمجھ جائیں گے۔ یہ کیسا پاک راہ تھا۔ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے نہایت رحم سے لوگوں کے آگے پیش کیا۔ لیکن بعض معاندین جو کہ ہمیشہ سے تصدیق رسل سے محروم ہوتے رہے ہیں انہوں نے اس پاک قول کو ایسے برے پیرایہ پر ڈھالا ہے کہ ہرچہ گیرد علّتی علت شود کا مصداق ہوا ہے۔ یعنی ایسے ایسے معیار پیش کرنے شروع کئے جو کہ پہلے رسولوں کی تصدیق کے وقت ان کے وہم میں نہیں آئے تھے اور نہ انہوں نے اسکو معیار ٹھہرایا تھا۔ بعض نے کہا کہ مرزا صاحب آگ پر چل کے دکھائیں تو ہم مانتے ہیں۔ کسی نے کہا میدان میں ایک خالی کاغذ رکھتے ہیں غائب سے مرزا صاحب کی اسپر تصدیق لکھی جائے غرض یہ ہے کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ چنانچہ فاضل ثناء اللہ امرتسری نے یہ معیار پیش کیا کہ میں پیشگوئیوں کے ذریعہ سے تصدیق کیا کرتا ہوں حالانکہ یہ انکی بناوٹ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذریعہ سے شناخت نہیں کیا۔ ورنہ جہاں پر انھوں نے مقدمہ تفسیر ثنائی میں چار معیار لکھے ہیں کہیں ٹوٹی قلم سے اسکو بھی لکھ جاتے مگر اسکا بالکل ذکر نہیں کیا۔ اسکے نہ ذکر کرنے کے کئی وجوہ ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ اسوقت معیار انکو معلوم نہ تھا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اس معیار سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شناخت نہیں کیا یا یہ کہ اسوقت تک شناخت ہی نہیں کیا تھا۔ گلے پڑا ڈھول بجایا کرتے تھے۔ دوسری یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ معیار انکو معلوم بھی تھا۔ اسی کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شناخت بھی کیا تھا۔ لیکن پبلک کی نظر میں اس معیار کو ایسا بودا پایا

کہ ذکر کے قابل نہ سمجھا کیوں نہو ناصح سے ایسی فضول باتیں نکلنی چاہئیں۔ گویا آپ ہی وہ حضرت ہیں جن کے دکھانے کے دانت اور ہیں اور کھانیکے دانت اور منشا تو یہ تھا کہ جس معیار سے تمنے شناخت کیا ہے اور دوسرے کو کرا سکتے ہو۔ وہ پیش کرو۔ یہ نہ تھا۔ کہ کسی کاتب کے خوشنویس ہونے کی یہ دلیل پوچھی جائے کہ وہ لکڑیاں اچھی طرح چیر سکے اسی طرح مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے کچھ معیار لکھے ہیں جن معیاروں سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے جس کے جواب دینے کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ سبحٰنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

اعتراضات کا جواب

مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے کہ انکے دوست نے معیار صادق پوچھے ہیں۔ تین معیار انہوں نے قائم کئے ہیں۔ اظہار معجزہ تعلیم حق۔ صدق وعدہ وبس۔ معلوم نہیں کہ لفظ معجزہ انہوں نے کہاں سے نکالا ہے تمام شریعت کی کتابوں میں یعنی قال اللہ و قال الرسول صلعم میں لفظ معجزہ کا نہیں آیا پھر معجزہ کی تعریف نہیں فرمائی۔ معجزہ کسے کہتے ہیں۔ دلیل میں جس آیت کو پیش کیا ہے اس میں کہیں لفظ معجزہ کا نہیں۔ پھر صدق وعدہ کا کھول کر کے بیان نہیں کیا۔ کہ آیا ہر وعدہ جو خدا نے کسی رسول سے کر دے پورا ہوتا ہے اور یہ کہ اسی مفہوم کے مطابق پورا ہوتا ہے۔ جو کہ رسول سمجھے ہیں پھر کیا اسی قدر

معیار رسول کریم نے بیان کئے ہیں۔ پھر اسکے رفیق طریق بادلنگا فاضل ثناء اللہ امرتسری نے جو معیار مقدمہ تفسیر ثنائی میں لکھے ہیں ان میں اس نے معجزہ کا کہیں ذکر نہیں کیا اور باقی معیار جو اس نے لکھے ہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب نے انکا ذکر نہیں کیا۔ شاید انکی نگاہ میں غلط ہوں۔ اور انکو قابل بیان نہ سمجھتے ہوں تحسبہم جمیعًا وقلوبہم شتّٰی وہ تفسیر ثنائی کے مقدمہ کے صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ وہ قتل کیا جاتا ہے اور یہ قانون الٰہی ہے۔ یہ معیار جسکو فاضل امرتسری نے لکھا ہے۔ اس معیار پر قرآن شریف میں بھی بار بار زور دیا گیا۔ اور اسی کو پیش کیا گیا ہے۔ دیکھیئے قرآن شریف کے متعدد مقامات میں فمن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا او کذب بآیٰتہٖ انہ لایفلح الظّٰلمون۔ و للہ تعالٰی ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فاضل امرتسری پر تعجب ہے کہ ثنائی کے مقدمہ میں کاذب کا قتل ہوجانا قانون الٰہی سمجھتا ہے اور تورات سے اسکا استدلال کرتا ہے لیکن اس آیت شریفہ سے جب وہی قانون بعینہٖ ثابت ہوتا ہے تو چونکہ مسیح موعودؑ نے اس سے استدلال کیا ہے اسلیئے اس پر اعتراض کرتا ہے اور تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں لکھتا ہے کہ یہ "قضیہ شخصیہ" ہے وہ نہیں سمجھتا کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلعم کی صداقت کے لیئے جو دلیل بیان کی تھی وہ کسطرح صحیح رہ سکتی ہے پھر "قضیہ شخصیہ" وہ ہوتا ہے۔ جسکا موضوع جزئی حقیقی ہو اور یہاں پر کسی جزئی حقیقی کا ذکر نہیں آپنے اتنا نہیں سوچا کہ اگر اس آیت کے یہ معنے لئے جائیں کہ یہ محمد رسول اللہ بعد اس کے کہ اسکی رسالت ثابت ہے اگر افترا کرے تو اس کی قطع وتین ہو۔ اس معنے کی رو سے یہ دلیل نہیں رہتی مصادرہ علی المطلوب بنتا ہے

اور توقف الشئ علٰی نفسہٖ لازم آتا ہے معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ اگر کوئی مدعی کاذب ہم پر افترا کرے تو ہم اسکی قطع وتین کریں تقول کا فاعل محذوف کیا گیا ہے تاکہ عموم پر دلالت کرے جیسا کہ یہ قاعدہ اہل بلاغت ہے کہ حذف المعمول یوذن بالعمومیۃ للعامل۔ اس ہیں فاعل کا حذف اس طرح پر ہے جیسے سورہ واقعہ کے اس آیت ہیں فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ط اور سورہ قیامت میں کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق اور مفتری کی سزا قتل سیارہ نو کے رکوع نو ہیں خود مانتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر ہیں ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوٰۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین ط ذلت اور غضب کے معنے قتل لکھے ہوئے دیکھو تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن تعجب ہے کہ تعصب نے ہمکو یہانتک اندھا کر دیا کہ تورات سے تو ایک دلیل کو لیکر پیش کیا جاتا ہے اور وہی دلیل جب قرآن شریف سے پیش کیجاوے تو انکار کیا جاتا ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ اس تورات کے قول کو تو قانون الٰہی ٹھہراتا ہے۔ اور قرآن کو قضیہ شخصیہ کہہ کر ٹالتا ہے۔ خلاصہ معیار مولوی ابراہیم فاضل یہ ہوا۔ کہ صادق کے لئے معجزہ تعلیم حق وزہد اور غضب اور ذلت سے یعنی قتل سے بچنا اور بتدریج ترقی کرنا ہاں مولوی ابراہیم صاحب نے ایک معیار صدق وعدہ قرار دیا ہے اس کے متعلق کسی قدر تحقیق ضروری ہے اوّلاً مولوی ابراہیم صاحب نے کوئی آیت ایسی نہیں پڑھی۔ جس میں یہ دکھلایا ہو کہ سب کے سب وعدہا اور وعید پورے ہو جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی نہیں ٹلتا۔ آیت صرف ایک پڑھی ہے۔ ثم صدقناھم الوعد فانجیناھم ومن نشاء جس کے معنے لفظی یہ ہیں۔ کہ پھر ہمنے انکو ایک وعدہ سچا کر دیا۔ پس ہم نے انکو نجات دی اور جنکو ہمنے چاہا

اور خطاکاروں کو ہمنے ہلاک کیا اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ صدق وعدہ انکا معیار ہے۔ اور ہر وعدہ جو ان سے کہا جاتا ہے وہ پورا ہوتا ہے پھر یہ کہ وہ وعدہ جس کے سچ ہونیکا ذکر کیا ہے۔ کیا وہ وعدہ تھا۔ اور مولوی صاحب نے یہ نہیں ثابت کیا کہ ایک وعدہ کے پورا ہونے سے سب کا پورا ہونا لازم آتا ہے اب میں وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں کہ وعدہ کو بطور معیار بیان کیا گیا ہے۔ وقال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہٗ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم وان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ اس آیت شریفہ میں وعدہ کو بطور معیار بیان کیا گیا ہے کہ اگر مدعی کاذب ہے تو وبال کذب اوسپر پڑیگا۔ اور اگر سچا ہے تو پہنچیگا تمکو کچھ حصہ اس کا جو تم کو وعدہ دیتا ہے یہاں بنظرِ انصاف غور کرو کہ صادق کے لیئے بعض وعدونکا پورا ہونا ضروری رکھا گیا ہے کیا اللہ تعالےٰ کے بیان سے تمہارا بیان اصفی ہے یا اس کے بیان کردہ معیار سے تمہارا معیار اعلےٰ ہے آیت دیگر وما کان لرسول ان یاتی باٰیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب و اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینّک فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب کوئی رسول کسی نشان کو بدوں پروانگی الٰہی نہیں لاسکتا۔ ہر ایک وقت کے لیئے ایک حکم لکھا ہوا ہوتا ہے ایسا کہ مٹا دیتا ہے اللہ تعالےٰ جو چاہے اور ثابت کر دیتا ہے۔ اور اسکے پاس ام الکتاب ہے اور اے رسول یا تو ہم دکھا دینگے تجھکو بعض اسکا جو ہم وعدہ دے رہے ہیں یا تجھے وفات دیدیں گے۔ پس تیرے اوپر صرف پہچانا ہے۔ اور ہمپر حساب ہے۔ اب غور کر نیوالا غور کرے اور حق کا طالب شوق سے اسکو

سمجھے وہ فرماتا ہے۔ کہ کوئی بھی نشان جن میں اوّلاً و بالذات شانِ وعدہ ہے کوئی رسول بدوں پروانگی الٰہی نہیں لاسکتا۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک امر کو ایک وقت کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ پھر اسکو بھی چاہے تو مٹا دے اور چاہے تو ثابت رکھے اسی قاعدہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر چاہیں تو جو وعدے ہم نے کئے ہیں ان میں کچھ دکھا دیں چاہیں تو بدوں دکھائے کے فوت کرلیں جب سیدالرّسل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان صداقت میں بعض وعدوں کا دکھلانا یا بدوں دکھلائے وفات دیدینا قرآن شریف نے جائز رکھا ہے تو پھر اوروں کا کیا ٹھکانا۔ اب معلوم نہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب نے صدق وعدہ کو معیار قرار دیکر اسکے کیا معنے رکھے ہیں۔ اگر یہ معنے رکھے ہیں کہ سب کے سب وعدے جو مامور سے کیئے جائیں وہ پورے ہونے لازم ہیں۔ تو یہ ان کا بیان نصوص قرآنیہ کے بالکل برخلاف ہے۔ کوئی آیت انہوں نے پیش نہیں کی جس میں یہ ذکر ہو کہ سب وعدے پورے ہوتے ہیں جو پیش کی ہے۔ اسمیں صرف ایک وعدہ کا ذکر ہے۔ سب وعدوں کے متعلق جو کلیتہً قاعدہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ وہ میں نے ہدیہ ناظرین کر دیا ہے یعنی بعض وعدے پورے ہوتے ہیں اور بدوں وعدوں کے پورا ہونیکے بھی صادق نبی کی وفات جائز رکھی ہے۔ قرآن شریف کے بعد اب ہدایت کے لیئے اور کس چیز کی ضرورت ہے۔ وضاحت بیان کے لیئے چند سطریں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب سے نقل کرتا ہوں۔ سید عبدالقادر جیلانی ایسا مرد ہے۔ کہ ایک عالم نے ان سے نور حاصل کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے عام قبولیت انکو عطا فرمائی تاکہ عام لوگوں کو فائدہ ہو اور وہ سطریں یہ ہیں۔

اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ووعدت یوعدہٖ وفی بوعدک

ولا یخلف لان لا یزول ایمانک ویذھب یقینک. یعنی جب تو ایمان میں کمزور ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تجھے کوئی وعدہ دیا جائے تو وہ پورا ہو جاویگا تاکہ تیرا ایمان نہ ضائع ہو اور یقین نہ چلا جاوے۔ الغرض وعدہ کا پورا ہونا ضروری طور پر ضعیف الایمان کیلئے ہے اور کامل انسان کے متعلق یوں فرماتے ہیں "توعد بوعد فاذا طمانّنت الیه ووجدت فیك امارة ارادة مانقلت عن ذلك الوعد الی ماهو اعلیٰ منه وصرفت الی اشرف منه فاذا الحقت ارادتك لذلك الشیء ازیل الشیء وعدم وصرفت عنه فلم تعطه فی الدنیا عوضت عنه فی الاخریٰ بما یزیدك قربة و زلفیٰ الی العلیٰ الاعلیٰ وما تقربه عیناك (دیکھو ضمیمہ ص) مولوی ابراہیم نے تین معیار پیش کئے تھے جن میں سے ایک صدق وعدہ تھا جس کی تحقیق و تنقید سن چکے ہو۔ اب دوسرا معیار اظہار معجزہ ہے اس میں جو مولوی صاحب نے آیت پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے عصا کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے یہاں پر وہ آیت نہ بتائی جس میں بطور قاعدہ بیان کیا جاتا۔ کہ معیار صادق اظہار معجزہ ہے قرآن شریف میں تو کہیں معجزہ کا لفظ ہی نہیں پر انہوں نے معجزہ کی تعریف نہیں کی کہ معجزہ کیا چیز ہے۔ پھر یہ کہ کیا معجزہ کیلئے ضروری ہے کہ ہر مخالف اور موافق اس کو مانتے اور گواہی دے کہ بیشک یہ دلیل صدق مدعی ہے پھر یہ کہ معجزات سے کبھی لوگوں نے مانا ہے یعنے لوگ جب معجزہ دیکھیں۔ مان لیتے ہیں۔ کیا سحر مستمر کہکر نہیں ٹال دیتے اگر معجزہ سے مولوی صاحب کا یہ منشا ہے کہ اس کے ظہور کے وقت ہر ایک مخالف معاند گواہی دیتا ہے کہ یہ معجزہ ہے خواہ وہ نہ مانے اور ہر ایک متکبر معجزہ دیکھکر سرنگوں ہو جاتا ہے اب سنیئے اس کی تحقیق جو کہ کتاب اللہ سے ظاہر

ہوتی ہے جس آیت سے مولوی صاحب نے استدلال کیا ہے اس میں لفظ آیت
کا ہے فات بایۃ ان کنت من الصادقین تو آیت کے معنے مولوی صاحب
نے معجزہ کیئے ہیں۔ اب آیت کے متعلق سنیئے سپارہ ۹ رکوع ۷ میں ساصرف
عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل ایۃ لا
یومنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذ وا سبیلا ؕ ترجمہ۔ میں ضرور منہ
پھیر دونگا اپنے آیات کے دیکھنے سے انکا جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اگر
سارے ہی آیات انکے سامنے ہوں تو ایک کو بھی نہ مانیں۔ ہدایت کا راستہ
دیکھیں تو کبھی اسکو اپنے لیئے راہ نہ بنائیں مولویصاحب پردہ تعصب وتکبر دور کرو
تاکہ آیات کا ماننا تمہیں نصیب ہو سوچو کہ نبیؐ کے خواہ لاکھ معجزے ہوں جو متکبر
کے لیئے معجزہ معیار صداقت کیونکر ہوگا۔ آیت دوئم واقسموا باللہ جھد ایمانھم
لان جاءتھم ایۃ لیومنن بھا قل انما الایات عند اللہ ومایشعر
کم انھا اذا جاءت لا یومنون ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم
یومنوا بہ اول مرۃ ونذرھم فی طغیانھم یعمھون ولو اننا نزلنا الیھم
الملیکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیئ قبلا ما کانوا لیومنوا
ترجمہ منکر قسم کھاتے ہیں بڑے زور کی قسمیں اگر ہمیں ایک بھی نشان دکھلایا
جاوے۔ تو ہم ضرور ضرور اسکو مان لیں کہو نشانات تو ضرور اللہ کے پاس ہیں
تمہیں کسطرح پتہ لگے کہ نشان آنیکے وقت یہ قسمیں کھانیوالے نہیں مانیں گے
ہمارا قانون ہے ہم پلٹ دیتے ہیں۔ انکے دلونکو اور انکی آنکھونکو کیونکہ انہوں
نے اس سے پہلے نہیں مانا اور۔ ہم انکو انکی سرکشی میں اندھے چھوڑیں گے
اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر انپر فرشتوں کو بھی نازل کریں اور مردے بھی ان سے
باتیں کریں۔ اور ہر ایک چیز انکے سامنے اکٹھی کر دیں پھر بھی نہ مانیں سوچو کہ جو اللہ

کے مامور کا پہلے سے انکار کر دیتے ہیں وہ خواہ قسمیں بھی کھالیں کہ ہم ایک ہی
نشان چاہتے ہیں۔ تو پھر ہم مان لیں گے تو ان لوگوں کے حق میں یہ فتوٰے
ہے کہ خواہ سارے ہی نشان دیکھیں کبھی نہ مانیں گے کیونکہ پہلا انکار انکا اسبات
کا سبب ہے کہ آیندہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں کو اور آنکھوں کو نشانوں سے پھیر دے
اور انکو انکی سرکشی میں ہی رکھے۔ الا ان یشاء اللہ۔ پس پہلی آیت میں تکبر نشان
سے محروم رکھنے کا سبب ہے دوسری آیت میں مامور کے آتے ہی انکار۔ پس اگر
مولوی ابراہیم صاحب کا اظہار معجزہ سے یہ منشا ہے کہ معجزہ معیار مقبول عامہ ہے
تو یہ منشاء انکا نصوص قرآنیہ کے بالکل خلاف ہے جیسا کہ آیات مذکورہ سے
ظاہر ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ معیار اگر مقبول عامہ ہے تو پھر لوگ استدراج
کے بھی قائل ہیں جیسا کہ دجال کے متعلق پھر کوئی اور معیار چاہیئے جو ظاہر کرے
کہ یہ معجزہ ہے۔ اور یہ استدراج ہے۔ اگر یہ کہو کہ دعوٰی نبوت مع التحدی معجزہ
ہے۔ تو یہ بعینہ دجال میں پایا جاتا ہے۔ افسوس کہ مولوی ابراہیم صاحب نے ایسا
معیار پیش کیا ہے جس کیواسطے کسی اور معیار کی ضرورت ہے۔ پھر اگر معیار سے
یہ بھی پتہ لگجاوے تو یہ معجزہ بالکل صحیح ہے۔ اور یہ نشان صادق ہے۔ پھر جو
فرعونی دماغ رکھتا ہے۔ اسکا کیا علاج نشان بیّن دیکھکر ساحر کہا اور ساحروں کو
دیکھکر یہ کہا کہ یہ تمہارا بڑا ہے تم آپس میں ملے ہوئے ہو کبھی بھلا منکروں نے
یہ مانا بھی ہے۔ کہ کسی نے کبھی معجزہ دکھلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
منکرین بھی کہتے رہے۔ لولا یاتینا بآیۃ من ربہٖ۔ ہمارے پاس کیوں کوئی
نشان نہیں لاتا۔ اگر ہم مرزا صاحب کے یا کسی اور اللہ کے رسول کے بیشمار
معجزہ بھی گن جائیں مخالف یہی کہیگا اس میں سحر ہے تکبازی ہے اس میں
کہانت ہے۔ خلاصہ کلام مولویصاحب نے جو معجزہ معیار صداقت قرار دیا ہے یہ تو

آیت سے ثابت کر سکتے ہیں۔ نہ کوئی ایسی تعریف کر سکے ہیں کہ استدراج سے اسکو الگ کردیں مطلق یہ کہدینا کہ معجزہ معیار ہوتا ہے یہ کیا معنی رکھتا ہے۔

تیسرا معیار مولوی ابراہیم صاحب نے تعلیم حق پیش کیا ہے اسکی بھی تفصیل نہیں کی کہ تعلیم حق سے انکی یہ مراد ہے کہ عام عرف اسکو مانتا ہو۔ یا یہ کہ **قرآن کے وہ مطابق** ہو یا یہ کہ وہ خود بدولت **کے خیال کے مطابق** ہو۔ یا کسی اور مولوی صاحب کا قول معیار بین تعلیم الحق والباطل ہے اگر معیار عرف ہے تو عرف میں کسی ایک قضیہ پر اتفاق نہیں اور اگر قرآن ہے تو کیا یہ معیار جو مولویصاحب نے بیان کیا ہے صرف مرزا صاحب کے پرکھنے کے لیئے ہے۔ یا سب انبیاء اسی سے پرکھے جاتے ہیں تو پھر قرآن جب منکر قرآن کے سامنے پیش کرو۔ تو پھر کس معیار کے ساتھ وہ پرکھے کہ یہ تعلیم تعلیم حق ہے اور اگر آپکا خیال معیار ہے یا کسی اور مولوی کا تو غیر پر حجت نہیں ثانیاً گو قرآن منکر قرآن کے سامنے معیار کے رنگ میں آپ پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن احمدیوں کے سامنے تو پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسپر بھی اتنا باقی ہے کہ قرآن معیار آپکے فہم کے مطابق ہوگا۔ یا ہمارے فہم کے مطابق یا اور کوئی ثالث بالخیر ہوگا۔ اسی معیار تعلیم کے متعلق بھی مولویصاحب نے یہ کہدیا ہے کہ قرآن کا یہہ دعوےٰ ہے۔ مگر افسوس کہ کوئی آیت نہ پڑھی پس مولوی صاحب کے تینوں معیاروں کا خاکہ ہم نے کھینچکر دکھا دیا ہے۔ اور یہ بھی دکھایا ہے کہ قرآن شریف میں جو معیار کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے اس کی طرف مولویصاحب نے توجہ ہی نہیں کی اور جو انکے دوست نے مقدمہ ثنائی میں معیار بیان کئے ہیں وہ فاضل سمجھکر چھوڑ دیئے ہیں

جواب نمبر ۲:- پھر سیالکوٹی نے ان تین معیار کے بعد جو کہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ادھورے اور کچے ہیں حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو

پرکھا ہے۔ پہلے تو معیار ہی کچّے تھے۔ پھر پرکھنا بھی نہیں آیا۔ گویا لکڑی کی تلوار لیکر ایک مخنث لونڈا شیر کو شکار کرنے آیا۔ کہتا ہے کہ چونکہ پہلا معیار اظہار معجزہ تھا تو مرزا صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا اسلئے پہلے معیار کی رُو سے مرزا صاحب صادق نہیں ٹھہر سکتے گویا کہ نہیں یقیناً اس نے اپنے آپکو اس قوم کے مشابہ بنایا جنکا ذکر سورہ ھود میں ہے قالوا یا ھود ما جئتنا ببیّنۃ وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمومنین ط اے ہود تو تو ہمارے پاس ایک بھی نشان نہ لایا ہم اپنے معبودوں کو صرف باتوں پر ہی چھوڑ دیں یاد رہے کہ ہم تجھے کبھی نہ مانیں گے مولوی صاحب خدا تعالیٰ ہی پردہ تعصّب کو آپکی آنکھوں سے اٹھادے۔ کیا اعجاز المسیح سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھکر تحدّی کے ساتھ تم کو عاجز نہیں کیا۔ اگر معجزہ کے معنے عاجز کرنیوالے نشان کے ہیں۔ تو کیا اس نشان نے تمکو عاجز نہیں کیا اگر تم کہو کہ وہ کیا معجزہ ہے ہم ایسا خود کر سکتے تھے تو یہ کہنا تمہارا کوئی اچھا نہیں تمہارے بزرگوں نے تو لو نشاء لقلنا مثل ھذا پہلے سے کہدیا ہے۔ تم لوگ واقع میں عاجز ہوئے جس کا انکار کوئی موافق اور مخالف نہیں کر سکتا۔ دو جلد شہادت القرآن اور دیگر رسائل اور اخباروں کے کئی کالم مرزا صاحب کے مقابلہ پر تمنے سیاہ کئے اور کئی اشتہاروں کو اپنے دل کی سیاہی سے رنگا۔ لیکن جس مقابلہ کے لیئے مرزا صاحب نے تمہیں بلایا اس میں تم کیوں عاجز ہوئے اور کیوں پیٹھ دی؟

جب کہ اعجاز احمدی کے قصیدہ پر دس ہزار روپیہ تمہیں ملتا تھا۔ سر الخلافہ کے مقابلہ پر تمہیں بلایا گیا۔ حجت اللہ کی نظیر لانے پر تمہیں بلایا گیا اور نور الحق کے نظیر لانیکے لیئے تمہارے بھائی مخالف نصاری کو بلایا گیا۔ کرامات الصادقین کے مقابلہ میں تمہیں للکارا گیا علم اور بلاغت کے میدان اور تفسیر قرآن چالیس آیت

بقرعہ اندازی کے میدان میں تم لوگوں نے پاؤں بھی نہ رکھا اور اس کی طرف رُخ بھی نہیں کیا۔ تمہارا سارا بارود اس میدان میں گیلا ہوگیا۔ اور بارود کی بجائے سرسوں بھرنے لگے پھر چار دن کی شفایابی کے لیئے دعا کرنے پر تمہیں آمادہ کیا گیا لیکن اس میدان کا بھی تمنے نام نہ لیا کیا یہ معجزے نہیں ہیں نمونہ کے لیئے یہ آٹھ معجزے پیش کرتا ہوں۔ جو کہ حقیقی معنے میں تمہیں عاجز کرنیوالے ہیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معجزات کا انکار بالکل نہیں کیا۔ بلکہ یہ ان کی عملی کارروائی ہے۔ کہ انہوں نے خود معجزے دکھلائے ہیں جسکو تم خود معجزوں کا انکار سمجھ رہے ہو۔ وہ تمہاری خودنادانی ہے وہ تو مرزا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جس طرح تم لوگ معجزات کے قائل ہو اس طرح پر نہیں بلکہ جس طرح ہم قائل ہیں لصول کی کتابوں کو دیکھو کہ منقول پر کوئی اخذ نہیں ہوتا۔

دوم معیار تعلیم حق مولوی ابراہیم صاحب نے بیان کیا ہے کہ اس معیار سے بھی مرزا صاحب صادق نہیں ٹھہر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے تعلیم باطل کی ہے ایک یہ کہ دعویٰ رسالت کیا ہے۔ اور یہ خاتم النبیّین کے خلاف ہے اور بخاری مسلم کی حدیثوں میں آیا ہے کہ جو اپنے آپکو میرے بعد رسول اللہ کہے وہ دجّال ہے۔ اور دجال ہونیکی یہی دلیل ہے۔ دوسری یہ کہ مسیح علیہ السلام کو صریحًا صلیب پر چڑھانے سے انکار کیا ہے اور یہ مسیح کا صلیب پر چڑھنا مانتے ہیں اور اپنی نبوت کے ثبوت کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔ تیسری یہ کہ نزول ملائکہ اور انکے جناح کا انکار کیا ہے۔ تعجّب ہے۔ کہ مولوی صاحب نے مسیح کی حیات کا مسئلہ یہاں ذکر نہیں کیا کہ اسکا خلاف بھی تعلیم باطل ہے حالانکہ شہادت القرآن میں بہت زور دیا ہے شاید آج اس سے رجوع کر لیا ہو یا قرآن اور حدیث سے اسکے حیات کے لیئے کوئی دلیل نہ ملی ہو۔ اب نمبروار مولوی صاحب کی غلط بیانی کا جواب

دیا جاتا ہے۔ اللہ الموفق والمعین ؎

اول یہ کہ مرزا صاحب نے دعویٰ رسالت کیا ہے اور وہ باطل ہے اور دلیلیں جو بیان کی ہیں اور یہ زعم الٰی رسول اللہ ۔ دلیل اول کے متعلق اوّلاً یہ عرض ہے ۔ کہ یہ کہاں سے پتہ لگا ۔ کہ تمام ہی نبیوں کے خاتم ہیں کیا النبیّین کے الف لام سے وہ کہ استغراق کا ہے ۔ یہ تو منقوض ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول کیساتھ ویقتلون النبیّین بغیر الحق کیا یہود کی تلوار سارے ہی نبی کے مقابلے میں چلی تھی وثانیاً خاتم یا تو بمعنی اسم فاعل ہے یا بمعنی اسم مفعول ۔ اسم فاعل کے رُو سے آپکا استدلال ہے یا اسم مفعول کی رُو سے اگر اسم فاعل کی رو سے ہے تو اسکے معنے یہ ہوئے ۔ کہ مہر کرنیوالا ہے نبیوں پر یعنی مصدق ہے ۔ اگر ایسے مختوم ہے ۔ تو معنی یہ ہوئے کہ مہر کیا ہے اسپر نبیوں نے یعنی انبیاء اس کے مصدق ہیں ۔ ثالثاً اسکے معنے آخر کے کہتے ہیں کہ نبیوں کے آخر تو یہ معنی بھی غلط ہیں ۔ اس حدیث کی رو سے انا اوّلھا و عیسٰے اٰخرھا ورابعاً یا یہ کہتے ہو کہ ہم مطلق مہر کے معنے کرتے ہیں ۔ نہ اسم فاعل نہ اسم مفعول نہ بمعنے آخر تو پھر اسکا حمل رسول اللہ صلعم پر کس لحاظ سے آیا ہے آیا تشبیہاً تو وجہ شبہ کیا ہے اور غرض کیا ہے یا حمل بالمواطات ہے اس آیت سے دعویٰ رسالت کو باطل ٹھہرانا سمجھ میں نہیں آتا ۔ کہ اس آیت کے مولوی صاحب کیا معنے کرتے ہیں اور کسطرح سے دلیل پکڑتے ہیں ایک دعویٰ کرتے ہیں اور ایک آیت پڑھ دیتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ اس آیت کا اس دعوے کیساتھ کیا تعلق ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ مسیح زندہ ہے اور دلیل میں ما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھ دے اور دوسری دلیل کے متعلق اولاً یہ عرض ہے کہ اگر رسول اللہ کے بعد جو نبوت کا اثبات اپنے

لئے کرے وہ دجّال ہے اور اس سے کوئی بھی استثنا نہیں تو مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کیا کہلائینگے۔ کیا مسلم میں رسول اللہ صلعم کا یہ قول ینزل نبی اللہ عیسیٰ تمہارے نزدیک غلط ہے۔ پس یہ دلیل بھی کلّی طور پر صحیح نہیں ہوئی۔ اس سے تمسک پکڑنا غلط ہوا اور ثانیاً حضرت معین الدّین اجمیری رضؓ کے متعلق آپکا کیا فتویٰ ہے۔ جب انہوں نے یہ کہا۔

دمبدم روح القدس اندر معین می دمد
من نمی گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

جب مولوی صاحب کی دو توں دلیلیں جو کہ خلاف دعویٰ رسالت تھیں باطل ہیں تو دعویٰ رسالت ثابت ہوا۔

دوئم یہ کہ مسیح ناصری کے صلیب پر چڑھنے کا قرآن صریح انکار کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب مانتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مولویصاحب نے اثبات دعویٰ کیلیئے کوئی آیت نہیں پڑھی جس میں یہ لکھا ہو کہ ماحملوہ علی الصّلیب و رفعوہ علیہ اور یقیناً قرآن میں ایسا کہیں نہیں آتا۔ اور نہ مولوی صاحب اب بنا کر قرآن میں ڈال سکتے ہیں شاید گو عالم ایسی نادانی نہیں کر سکتا۔ مولوی سیالکوٹی نے اس آیت سے استدلال کیا ہو وما قتلوہ وما صلبوہ اور ما صلبوا کے معنے یہ کئے ہوں جو کہ لغت کے بالکل خلاف ہیں نہیں صلیب پر چڑھایا انھوں نے لغت کی رو سے اسکے معنے یہ ہیں۔ ما قتلوہ بالصّلیب ہی کہ صلیب کے ساتھ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ دیکھو لسان العرب الصلب القتلۃ المعروفۃ یعنے صلیب کے معنے ایک مشہور طرح سے مارنا ہے پھر یہاں چڑھانیکی کوئی نفی نہیں بلکہ و لکن شبہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ صلیب پر مارا تو نہیں گیا۔ لیکن مرے ہوؤں جیسا ہوا۔ پھر کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ صلیب پر مسیح کا چڑھنا بدون فوت ہونیکے عقیدہ

باطل ہے شہادۃ القرآن میں سیالکوٹی نے اپنے معنے موہوم کے ثابت کرنیکے لئے یہ آیت بھی تائیداً پیش کی ہے۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک۔ جس کے معنے یہ کئے گئے ہیں کہ بنی اسرائیل کو تجھ سے دور ہٹائے رکھا۔ اور تیرے قریب بھی نہ آنے دیا۔ حالانکہ اس سے بھی انکے مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ اولاً کففت اذ جئتھم کیساتھ مقید ہے۔ جس سے دوام نہیں ثابت ہوتا۔ یعنے تیرے آنے کیوقت انکو تجھ سے روکا۔ اس سے ہمیشگی کہاں ثابت ہوتی ہے وثانیاً رسول صلعم کے متعلق اور مومنین کے متعلق یہی لفظ بعینہ موجود ہیں مگر یہ لفظ سیالکوٹی والے وہاں بالکل نہیں بنتے حالانکہ دلیل بجمیع مقدماتہ جاری ہے اور مدعی متخالف ہے۔ (سورہ فتح رکوع ۳) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ھٰذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون اٰیۃ للمومنین۔ اللہ نے لوگوں کے ہاتھ تم سے ہٹائے رکھے کیا کسی صحابی پر لوگوں کے ہاتھ نہ چلے۔ لوگوں کے ہاتھوں نے رسول اللہ صلعم کو بھی ایذا سے سلامت نہیں رکھا سوم یہ کہ نزول ملائکہ اور انکے پروں کا انکار کیا ہے۔ الجواب۔ ملائکہ کے نزول سے تو انکار نہیں کیا۔ آپ کے موہومی اور خیالی نزول کا انکار کیا ہے جس طرح پر قرآن اور حدیث میں ملائکہ کا نزول تمثل لکھا ہے وہ مانا ہے۔ آپ کی طرح جسمانی نزول اور چیتوں اور گدہوں کی طرح پر نہیں مانتے آپکا حال یہودیوں کی طرح جسم پروری میں ایسا ہو گیا ہے کہ آپکو سوائے عالم جسمانی کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اسلئے آپ ہر چیز کو امر جسمانی سے متجاوز نہیں ہونے دیتے آپ تو ایسے حضرت ہیں کہ اگر آپکے سامنے یہ حدیث پڑھی جاوے ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ۔ فی اٰخر کل لیلۃ الی السماء الدنیا۔ یعنی ہر ایک رات میں جبکہ اسکا ثلث باقی رہتا ہے تو ہمارا رب پہلے آسمان پر اترتا ہے۔ اس کے بھی

آپ یہی معنے کرینگے کہ عرش کو چھوڑ دیتا ہے اور پہلے آسمان پر آ بیٹھتا ہے۔ صبح ہوتے ہی پھر عرش کو تشریف لیجاتا ہے اگر کوئی مخالف اسلام اسپر یہ اعتراض کرے کہ زمین کی گولائی کے سبب سے ثلث میں تو ہر وقت موجود رہتا ہے تو پھر بار بتعالے ہر وقت پہلے ہی آسمان پر اترا رہتا ہے۔ پھر رات کے آخری حصے کے ساتھ اس کے نزول کا کیا تعلق ہوا۔ پھر آپ ایسے سائل کو کافر کہکر اور آئیں بائیں بتا کر بھاگتے بنیگے۔ افسوس! خیر یہ جو کچھ ہوا۔ افسوس اس بات پر ہے کہ آپنے مرزا صاحب کے نزول ملائکہ کے عقیدہ کو ایسا بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ آپکے نزدیک شیر مادر سے بھی غالباً زیادہ حلال ہے کیونکہ شیر مادر تو دو سال سے زیادہ پینا جائز نہیں لیکن شیر کذب ساری عمر ہی آپ چھوڑ نہیں سکتے۔ کیا مرزا صاحب کا یہ قول آپ کو یاد نہیں کہ لیکھرام کے قتل کی خبر دینے کے لیئے میرے پاس فرشتہ آیا۔ جس کے ہاتھ میں برچھا تھا۔ ابراہیم نے تین معیار واضح کئے تھے جن میں سے تو دو معیار تو مرزا صاحب پر صادق آ گئے۔ اظہار معجزہ اور تعلیم حق معیار تیسرا اصدق وعدہ مولوی صاحب نے بیان کیا ہے جس معیار کی پوری تنقید تو ہم اوپر لکھ آئے ہیں قولہٗ اسلیئے قادیانی منہاج نبوت کے رُو سے جھوٹا ہے کہ اس نے جو جو پیشگوئی خدا کا نام لیکر کی وہ غلط نکلی اور ان میں سے کوئی بھی پوری نہ ہوئی اقول اولاً کیا پیشگوئی کا سچا نکلنا ضروری ہے قرآن میں بعض الذی یعدکم اور نرینک بعض الذی نعدھم لکھا ہے پہلے یہی قول درست نہیں کہ ساری پیشگوئیاں پوری ہونی ضروری ہیں۔ بلکہ یہ قول قرآن کے خلاف ہیں۔ وثانیاً انکا یہ قول کہ کوئی بھی پیشگوئی سچی نہ ہوئی۔ صریح غلط ہے۔ دیکھو میں نمونہ کے طور پر کئی پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جس سے مولویصاحب کا سیاہ جھوٹ ظاہر ہو جاویگا۔ اول پیشگوئی تو وہ ہے

جوکہ ایسے وقت میں کہ مرزا صاحب کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس گاؤنکی کوئی ہستی نہ تھی باہر کیا گاؤں میں بھی کم ہی لوگ جانتے تھے جس زمانہ میں براہین احمدیہ لکھی گئی اسوقت میں مرزا صاحب نے کی اور اللہ تعالے کے نام سے شائع کی یعنی یاتیك من كل فج عمیق کہ دور دور سے تیری پاس تحایف آئینگے۔ و یاتون من كل فج عمیق کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے لا تصعر لخلق الله و لا تسئم من الناس تیری پاس بہت مخلوق آئیگی تم ان سے اپنا پہلو نہ پھیرنا اور ملول نہ ہونا ینصرك الله من عندہ ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء یعنے خدا اپنی طرف سے تیری مدد کریگا۔ تیری مددوہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کرینگے۔ آئی لو یو۔ آئی شیل و یو۔ لارج پارٹی اوف اسلام۔ یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں میں تجھ سے ضرور ضرور ایک جماعت اسلام کی عطا کرونگا۔ الامراض تشاع و النفوس تضاع مرضیں پھیلینگی۔ جانیں ضائع ہونگی۔ شاتان تذبحان دو آدمی تمہاری جماعت کے قتل کیے جائیں گے عنایة الله حافظك الله کی مہربانی تیری حفاظت کریگی و ان لم یعصمك الناس یعصمك الله من عندہ۔ اگرچہ لوگ تجھ کو بچانا نہیں چاہیں گے۔ لیکن تیرا خدا تجھ کو بچائیگا۔ فحان لنا ان تعان و تعرف بین الناس۔ پس قریب ہے کہ تیری مدد کیجائے۔ اور لوگوں میں تیری شہرت کیجاوے ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرینگے وہ اللہ سے بیعت کرینگے۔ اللہ کا ہاتھ انکے اوپر ہے اور اردو میں یہ الہام ہے۔ میں اپنی چمکار دکھاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ انی مهین من اراد اهانتك۔ میں تیری ذلت چاہنے والونکو ذلیل کرونگا۔ انی احافظ كل من فی الدار

جو لوگ تیری چار دیواری میں ہیں ان کی طاعون سے حفاظت کرونگا۔ اصحٰب الصفه وما ادراك ما اصحاب الصفه۔ یعنی تیرے ارد گرد نیک لوگ بسیں گے۔ ان سب امور پر غور کرو اور دیکھو کہ کس بیکسی کے زمانہ میں یہ خدا تعالیٰ کے الہام شایع کئے گئے ہیں۔ پھر یہ کیسے پورے ہوئے اب شک وہی کر سکتا ہے جو نصف النہار میں وجود شمس سے انکار کر سکتا ہے۔ اور ایسے آدمی کا وجود شمس سے انکار کر سکتا ہے۔ اور ایسے آدمی کا وجود دنیا میں محال نہیں۔ سوفسطائی دنیا میں موجود ہیں پھر دیکھو کہ طاعون کے ورود سے پہلے طاعون کی خبر دینی اور خاص خاص مقامات میں اس کے پودوں کا گنا بیان کرنا لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی اور یہ پیشگوئی کہ اعجاز المسیح کے جواب کے لئے کوئی نہیں کھڑا ہوگا کیسی کیسی اپنے وقت میں پوری ہوئیں کوئی ایسا اعتراض ان پیشگوئیوں پر جو پہلے نبیوں کے پیشگوئیوں پر نہ چلتا ہو نہیں ہو سکتا۔

اگر سارا ہی سلسلہ نبیوں کا عام فہم ہوتا۔ گو دن سے کو دن بھی اُس کے سب حقایق کو پہنچ جاتا تو قرآن شریف میں اسی آیت کے نازل کرنیکی کیا ضرورت تھی هو الذی انزل علیك الكتاب منه ایات محكمات هن ام الكتاب و اخر متشابهات فاما الذين فی قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله ۔ یعنی خدا تعالیٰ کی کتاب نازل کردہ کے دو حصے ہیں۔ ایک محکمات دوسری متشابہات جو ہی کے پیچھے پڑینگے۔ تاکہ لوگوں میں فتنہ ڈالیں اور اسکی تاویل ڈھونڈیں۔ حالانکہ اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ یہی تمہارا حال ہے کہ جو جو پیشگوئیاں ایسے کھلے طور پر پوری ہوئی ہیں کہ ان میں شبہ کی گنجایش نہیں اور معیار جو کہ صحیح معیار ہیں انکی طرف تم نہیں آتے متشابہات اور ادہورے معیاروں کے اوپر گرتے ہو

قولہ مرزا صاحب نے منہاج نبوت کے معنی پیشگوئیوں کیوقت پر ٹلجانیکے بتائے
ہیں ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ کسی نبی کی پیشگوئی اسکے وقت معیّنہ سے نہیں
ٹلی انتہا ملخصاً اقول مرزا صاحب نے کس کتاب میں منہاج نبوت کے یہ معنی
فرمائے ہیں کہ منہاج نبوت کو موضوع بنایا ہو اور اس ابراہیم والے معنے کو بطور
قول شارح کے اسکا محمول بنایا ہو افسوس ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحبکو تو مسیح موعود
اسلیئے نہیں مانتے کہ انکو جھوٹا سمجھتے ہیں لیکن خود جھوٹ سے اتنا پیار کرتے
ہیں کہ گویا انکا یار غمگسار ہے۔ اگر مرزا صاحب سے عداوت انکے جھوٹا ہونیکے
سبب سے ہی تو خود جھوٹ سے پرہیز گاری چاہیئے تھی۔ یجھی نظیر قرآن شریف
سے بھی اور حدیث شریف سے بھی یقوما ادخل الارض مقدسۃ التی کتب
اللہ لکم۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اے قوم ملک شام میں داخل
ہو جاؤ یہ تو خدا نے تمہارے لئے لکھدی کیا موسیٰ کے مخاطب اس ارض مقدسہ میں داخل
ہوئے یا وہ اس سے محروم کئے گئے یقیناً وہ اس سے محروم کئے گئے۔ اور وہ
اس میں ہرگز داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ انکی نسلیں داخل ہوئیں جو کہ موسیٰ کے
مخاطب نہ تھے جیسے اس آیت شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے قال فانہا محرّمۃ
علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض فلا تایئس علی القوم الفاسقین
جب قوم نے ادخلوا کا حکم نہ مانا اور موسیٰ کو گستاخی سے یہ کہا کہ جا تو اور تیرا خدا
لڑے ہم بیٹھے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے وہ زمین انپر حرام کردی ہے
یہ اس زمین میں ہلاک ہو جائیں گے ان فاسقوں پر کوئی افسوس نہ کر کیا جو لکھ
کے مخاطب تھے جن کے لیے خدا تعالےٰ نے حکم دیا تھا۔ کہ وہ ارض شام کے
مالک ہیں۔ وہ اس میں رہتے دوسری نظیر حدیث شریف کی لو۔ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا والساعۃ کہاتین۔ میری وفات اور واقعہ قیامت

دو انگشتوں کی طرح جڑی ہوئی ہیں کیا رسول اللہ صلعم کی وفات کو تیرہ سو برس نہیں ہوا
اگر ہوا ہے تو وقوع قیامت کہاں ہے جسکو آپ نے مفصّل فرمایا۔ ا نما بقاؤکم
فی من کان قبلکم من الامم کما بین وقت العصر الی غروب الشمس الخ
کہ تم لوگ بمقابلہ یہود و نصاریٰ کے اتنا رہو گے جتنا کہ عصر اور غروب کے درمیان
کا وقت ہے پھر اس کی تفصیل اس طرح پر فرمائی کہ خدا تعالےٰ نے یہود کو نصف النہار
تک اپنی خدمت میں لگایا۔ پھر نصاریٰ کو ظہر سے عصر تک ان دونوں قوموں کو
ایک ایک مزدوری عطا کی۔ پھر ہمیں عصر سے لیکر مغرب تک لگایا۔
ہمیں دو دو قیراط مزدوری دی۔ ہمارا کام تھوڑا ہے اور مزدوری بہت دی۔
امام محمدؐ نے موطا میں اس حدیث سے تاخیر عصر ثابت کرنیکے لیئے دلیل پکڑی
ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان
کا وقت لمبا ہوتا ہے بہ نسبت اسوقت کے جو درمیان عصر اور مغرب کے ہے۔
تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ ہمارا کام تھوڑا اور مزدوری زیادہ ہے عیسائیوں کا وقت
صرف چھ سو برس تھا ہمارا وقت اب تیرہ ۱۳۰۰ سو برس سے متجاوز ہے چوتھی نظیر
رسول اللہ صلعم نے ایک شب کو نماز عشاء کے بعد فرمایا کہ کوئی بھی جاندار چیز
روئے زمین پر نہیں ہے مگر وہ سو برس کے اندر اندر فنا ہو جائیگی۔ یہ پیشگوئی
بقول علماء مخالفین صریح غلط نکلی ہے۔ کیونکہ وہ دجال جو کہ جزیرہ میں مقید ہے وہ تو
اس صدی میں نہیں مرا۔ بلکہ آجتک مرنیکی کوئی امید نہیں (۵) قال یا عیسیٰ
ربکم ان یہلک علیکم ویستخلفکم فی الارض ط ترجمہ جب موسیٰ علیہ السلام
سے بنی اسرائیل نے فرعون کی سختیوں کی شکایت کی تو موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کریگا۔ اور انکے بعد تمہیں
اس زمین کا جانشین بنائیگا ؎

کیا ابراہیم یہ بتلا سکتا ہے کہ فرعون کے بعد آجتک بنی اسرائیل ارض مصر کے وارث ہوئے۔ کس قرآنی آیت سے کس دنیا کی تاریخ سے یا وہ اس آیت کے کیا معنی کرتا ہے جب استخلاف کے معنی کھلے طور پر جانشین کرنا ہے نظریں اور بھی بہت سی ہیں لیکن ان چار نظیروں پر اسلیئے اکتفا کیا گیا ہے۔ کہ شریعت نے بڑے سے بڑی گواہی چار ہی رکھی ہے۔ (باقی آیندہ)

اعلان

یہ چٹھی ازجانب سیکرٹری سرسید میموریل فنڈ ہمیں موصول ہوئی جو بعینہ ہم یہاں درج کرتے ہیں امید ہے کہ تعلیم سے دلچسپی لینیوالے اسمیں ضرور حصہ لیں گے۔ (ایڈیٹر)

سرسید میموریل فنڈ و ون روپی فنڈ ایم۔اے او کالج علی گڑھ

لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ

حضرات اہم مسلمانان ہرروز قرآن کریم میں پڑھتے ہیں کہ خدا کسی قوم کیحالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت آپ نہ بدلے اور خداوند تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

اسلامی یونیورسٹی کی جسقدر اشد ضرورت فی زمانہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ہے وہ ایک عرصہ درازسے بذریعہ تحریروں تقریروں اخباروں رسالوں اور سب سے بڑھکر بذریعہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کے سامنے پیش کیجاتی ہے اسی ضمن میں نبض شناسان قوم نے مندرجہ عنوان فنڈیں قائم کی تہیں جنکو خاص خاص بزرگان اسلام نے اپنی حیثیت سے بڑھکر امداد دی اور اس عمل سے بہت کچھ کامیابی ہوئی اور ہورہی ہے وللہ الحمد

لیکن جب تک سب کی سب پبلک اسلامی اس قومی کام میں شامل نہو منزل مقصود تک تک پہنچنا ناممکن ہے اسلیئے سرسید میموریل فنڈ کمیٹی نے بمصداق حافظ علیہ الرحمتہ

دو فرماویں اور دونوں قسم کی رسید بہیجی میں جو اور جسقدر مطلوب ہو ہم سے طلب فرمادیں اور اس باپ میں ہم

عقدہ لانیحل کا حل

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیءٍ قدیر و اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ ہزار ہزار شکر ہے رب العالمین کا جو ہر ایک ذرہ ذرہ کو پیدا کرتا ہے اور پھر بتدریج ہر ایک شے کو ترقی دیکر درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اسی نے اپنے خاص فضل سے انسان کو دیگر مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ علمی اخلاقی اور روحانی ترقیات کا دروازہ اس کے لیئے کھول دیا۔ ایک ایسا دل عطا فرمایا کہ جس میں محبت الٰہی کا چشمہ مخفی ہے اور جو کہ انوار و برکات الٰہیہ کے نزول کا مقام ہے۔ پھر اس محبت کے چشمہ کے پھوٹنے اور انوار و برکات کے نزول کیواسطے ہدایت نامے بھیجے اور ان ناموں پر عملدرآمد کرانیوالے اور کر کے دکھا نیوالے استاد بھیجے۔ بالآخر جب دنیا نے جسمانی رنگ میں ترقی کر کے کمال حاصل کیا۔ تو اس کے لیئے ایک کامل کتاب ایک کامل اور مقدس مطہر انسان کے ذریعہ دنیا میں بھیجی۔ نہ کوئی عیب اس پر لگایا جا سکتا ہے۔ نہ ہی کوئی باطل اس کیطرف منسوب کیا جا سکتا ہے بلکہ ہر ایک ترقی کی راہ ہر ایک کامیابی کا راز اس سے وابستہ ہے۔ کوئی باطل اس کے سامنے ایک لحظہ بھر ٹھہر نہیں سکتا جس طرح آفتاب کے سامنے تمام تاریکیاں معاً کافور ہو جاتی ہیں۔ کوئی حکمت کوئی خوبی اس سے باہر نہیں کیونکہ

یہ کلام پاک حمید و حکیم کی طرف سے ہے اور اس ذات پاک نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے یہ وہ سورج ہے۔ کہ اس کے سامنے باقی مذاہب کی مشعلیں ہیچ ہیں۔ اب دنیا میں روح کی پیاس بجھانیوالی۔ کامیابیوں کے راز بتانیوالی ترقیات کے نقطۂ کمال تک پہنچانیوالی بلکہ منزل مقصود پر پہنچانیوالی الغرض اس محبوب و معبود حقیقی سے ملانیوالی اگر کوئی کتاب ہے۔ تو بس یہی ایک کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ کیونکہ پیشتر کی تمام کتابیں (۱) مختص الزمان (۲) مختص القوم تھیں پھر اسپر یہ مصیبت کہ انکی اصلی صورت نہیں رہی انسانی دسترس نے بہت سی کمی بیشی کر کے مفر نہیں خطرناک بنا دیا ہے۔ کوئی کتاب ایسی ہے۔ کہ اسکو ہر ایک انسان سیکھنے کا مجاز ہی نہیں۔ پھر کامل طور پر سکھانیوالے ہی قریباً معدوم ہیں! غرض اسوقت بجز قرآن کریم کے دستور العمل بنیکے لایق اور کوئی کتاب ہے ہی نہیں مبارک ہیں وہ لوگ جو اس آفتاب کی روشنی سے مستفید ہونیکے لیئے اپنے دروازوں کو کھولتے ہیں اور اس کی اتباع کے لیئے کامل طور پر کوشاں ہیں دنیا میں بہت سے شپر صفت ظلمت پسند لوگ نہ تو خود اس آفتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ ہی وہ پسند کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی اس سے متمتع ہو کر اپنے منزل مقصود کو پہنچے۔ بلکہ ظلمت اور تاریکی کی غاروں میں پڑے ہوئے ادہر ادہر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور اس آفتاب صداقت کو خواہ نخواہ برا بھلا کہتے ہیں نہ انکو خوف خدا نہ عاقبت کا فکر۔ نادانوں کچھ عقل سے کام لو۔ ضد تعصب کی تاریکی و ظلمت سے نکلو تا تم اس نور سے بہرہ ور ہو سکو خدا کے خوف کو دلوں میں جگہ دو۔ تاکہ تم کو حق نصیب ہو جس حکیم و حمید نے یہ کتاب پاک نازل فرمائی ہے۔ وہ غیور بھی بڑا ہی ہے ڈرو کہیں گزشتہ شریروں کی طرح تمہارا بھی انجام بد نہو ہر یک انسان کو اپنے مال کیلئے غیرت ہوتی ہے۔ یہ اس شہنشاہ عالمین کی کلام ہے۔ اس کی

گرفت بہت سخت ہی اسکا عذاب بہت خطرناک ہے۔ دنیا میں ذلیل اور خوار کرتا اور ناکامی کی موت دیتا ہی اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر آخرۃ میں سخت شدید عذاب کی وعید ہی۔ پس ڈرو اور پھر ڈرو گستاخیوں اور شوخیوں سے باز آجاؤ۔

ناظرین آپنے دیکھا یا سنا ہوگا کہ "مسافر آگرہ"* نام ایک اخبار آگرہ سی نکلتا ہی اس کے مضامین مسلمانوں کے دلوں کو بہت دکھ دینے والے ہوتے ہیں بہت گندہ دہنی سی کام لیا جاتا ہے۔ اس کی گندہ دہنی اور بیہودگی کو دیکھکر آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیئے مجھکو تو اس اخبار (اور بھی جو کہ اسی طرز کے ہیں) کے پڑھنے سے سخت نفرت ہے اور یہی وجہ ہے کہ ۲۳- فروری کے سوال کا جواب ستمبر میں لکھتا ہوں۔ وہ بھی میرے ایک مکرم معظم دوست نے کہیں ورق گردانی کرتے دیکھا کہ ایک درخواست ہی جو کہ بظاہر نرمی اور تہذیب سے کیگئی ہے اور علماے اسلام سے التجا کی ہے کہ ضرور اس بات کا جواب دیدیں اسپر مجھکو جواب دینے کیلیئے ارشاد فرمایا۔

ناظرین! ایڈیٹر صاحب نے ایک بہت ہی معمولی سوال کو دانستہ یا نادانستہ بہت ہی اہم و پیچیدہ سمجھکر حتی کہ "عقدہ لاینحل" کے عنوان سے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "قرآن میں سورہ رعد شریف کے آخیر رکوع میں یہ آیت شریف وارد ہی ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذريّة - ترجمہ - البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول پہلے تجھہ سے اور دیں ہم نے انکو بیویاں اور اولاد"

"برعکس اس کے تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام ہر دو مجرد تھے"

"اور دفاتر اسلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحیےٰ) ہر دو صاحب نہ صرف مجرد ہی تھے بلکہ وہ یہ بھی تعلیم دیتے تھے کہ مجرد رہنا ہی اچھا ہے"

* جو کہ فی الحال پانچہزار کی ضمانت نہ دے سکنے کے باعث بند ہو گیا ہی۔ ایڈیٹر

یعنی حضرت عیسیٰؑ و حضرت یحییٰؑ کا مجرد رہنا اور مجرد رہنے کی تعلیم دینا مذکورہ بالا آیت شریفہ کے متضاد ہے۔ ایڈیٹر صاحب اس کی تطبیق یا حل جو کچھ چاہتے ہیں۔ معزز ناظرین! میں عرض کر چکا ہوں کہ بہت ہی معمولی بات کو "لاینحل" بنایا گیا ہے۔ سو اب انشاء اللہ العزیز بفضلہ و بعونہ اسکو واضح کرتا ہوں۔

اول تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیتے ہیں کہ ہر دو صاحبان مجرد تھے اور یہ اسلامی عقیدہ ہے۔ اور مسلمہ امر ہے (بقول ایڈیٹر صاحب) اب تعجب کا مقام ہے کہ اس میں دقت کیا ہے۔ جہاں ایک رد ل بیان کیا۔ کہ سب نبی صاحب ازواج و اولاد تھے وہاں یہ استثنا کر دی کہ یہ دونوں مجرد تھے۔ اور یہ عام قاعدہ ہے ہر ایک ملک ہر ایک زبان میں استثنا کا طریق مروج ہے اور قریباً ہر ایک شخص ایسے کلام کرتا ہے جس میں استثنا کو استعمال کرتا ہے پھر اگر قرآن کریم بیان کرے تو کیا تعجب ہے۔ اور کونسی مشکل ہے ضد و تعصب کی پٹی آنکھوں پر نہ ہوتی تو ذرا تامل اسکے سمجھنے میں نہ ہوتا۔

(۲) اس سے بڑھکر تعجب کا مقام یہ ہے کہ سائل نے "ہر دو حضرات کے مجرد رہنے اور مجرد رہنے کی تعلیم دینے کا" کوئی حوالہ اپنے مضمون میں نہیں دیا۔ کہ فلاں سورۃ شریف میں ہے۔ یا فلاں حدیث صحیح میں واقع ہے وغیرہ۔ مزید براں جب خط کے ذریعہ حوالہ طلب کیا گیا تو جواب میں فرماتے ہیں:۔

کہ "مجھ پر اسی قدر بتلانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰؑ قرآن کریم میں سیداً و حصوراً کے لقب سے ملقب فرمائے گئے ہیں اور اسکا مفہوم صرف عورتوں سے بچنا ہی ہے۔ اگر آپکو شک ہو تو کسی عالم اسلام سے دریافت فرمائیں کہ آیا حضرت عیسیٰؑ و حضرت یحییٰؑ شادی شدہ تھے۔ یا نہیں مجھے امید ہے کہ کوئی بھی اسکا منکر نہ ہوگا۔ کہ یہ ہر دو صاحب مجرد تھے۔ اور رہا یہ کہ انہوں نے منع بھی

کیا یا نہیں تو اسکا جواب اگر بنظر انصاف دیکھنا چاہو تو قرآن کے ماخذ یعنے **انجیل** سے دیکھہ سکتے ہو۔"

معزز ناظرین آپنے دیکھہ لیا کہ اول مضمون میں حوالہ نہیں دیا۔ اور طلب کرنے پریوں ٹال دیا۔ کہ علمائے اسلام سے دریافت کر سکتے ہو (آپ مدعی ہیں اور مدعاعلیہ کے دعوٰی کا ثبوت مانگتے ہیں) اور "قرآن کے ماخذ انجیل سے دیکھو"۔ مینے تو کبھی نہیں سنا اور شاید آپنے بھی کبھی نہ سنا ہوگا۔ کہ دفاتر اسلام سے مراد انجیل ہوتی ہے بھلا اس سے بڑہکر دہوکہ کی مثال اور کیا دیجاوے کہ دفاتر اسلام کا لفظ بولکر اس سے مراد انجیل لی جاتی ہے اور اسی کو عین انصاف کہا جاتا ہے بہت معقول۔

اب غور فرماویں کہ ساری بنیاد آپکے "عقدہ لاینحل" کی اسی پر قائم تہی کہ ہر دو حضرات مجرد تہے۔ مگر اسکا ثبوت سایل نے نہ دیا۔ اور نہ دیگا اور نہ ہی انشاءاللہ العزیز دیگا۔ الفظ "حصور" سے معترض نے ناحق سہارا لینا چاہا ہے۔ سو بفضل خدا انشاءاللہ تعالیٰ اس کی طرف سے بھی اطمینان ہوجایگا۔ اب چونکہ یہ بات فرضی تہی جسکا کوئی اصل نہیں تو اعتراض ہی کیا رہا اب اس آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں کہ سب نبی صاحب ازواج و اولاد تہے۔ یہ بات علّام الغیوب کہتا ہے۔ اور بالکل سچی بات ہے ناظرین کیسی معمولی اور آسان بات تہی کہ جس کو کچھہ تو نادانی اور کچھہ دہوکا دہی سے "عقدہ لاینحل" بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

اب دو باتوں کے متعلق کچھہ بیان کرکے مضمون کو انشاءاللہ ختم کرونگا۔

اول قرآن شریف کا ماخذ انجیل۔ دوم لفظ حصور جسپر سایل نے کچھہ ہاتھہ پاؤں مارے ہیں۔

اگر انجیل کی تعلیم میں واقعی (بقول سائل) حضرت عیسیٰؑ و حضرت یحییٰؑ مجرد

رہنے کی تعلیم دی ہے۔ تو گو اس سے بڑھکر صریح ظلم کیا ہوگا کہ قرآن شریف تو بڑے زور سے پکار پکار کر کہتا ہے کہ:۔

رهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم کہ رہبانیت (ترک دنیا) کی تعلیم خدای تعلیم نہیں یہ اُن عیسائیوں نے اپنی طرف سے بنائی ہے ہم نے ہرگز تعلیم نہیں دی کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر دنیا سے منہ پھیر کر جنگل میں الگ تھلگ جا بیٹھو* اور انجیل میں بقول سائل ہر دو حضرت . . . . . سے یہ تعلیم ثابت ہوتی ہے۔ پھر بھی انجیل کو ماخذ ٹھہرانا کیسا ظلم صریح ہے قرآن کریم تو کہتا ہے کہ مجرد رہنا ٹھیک نہیں اور تم پہلے انبیاء کا نام لیکر جھوٹ بولتے ہو کہ انہوں نے یہ تعلیم دی اور ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن کا ماخذ انجیل ہے۔ اور اس میں سے ثابت ہوتا ہی کہ انہوں (ہر دو حضرات) نے مجرّد رہنے کی تعلیم دی پس ثابت ہوا کہ قرآن کی بھی تعلیم یہی ہے۔ بہت عمدہ طرز ہے ماخذ بتانیکی اور حوالہ دینے کی۔

---

* حاشیہ:۔ اسلام کے رو سے مجرد رہنا خوبی نہیں بلکہ یہ نقص ہی ایک خدا انکے چند شعر سناتا ہوں

ع کاملاں کز شوق دلبر می روند ... یا دو صد بارے سبکتر می روند
ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن ... از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن
در جہان و باز بیروں از جہاں ... بس ہمیں آمد نشان کاملاں
چوں ستورے زیر بار افتد بسر ... در تہی رفتن سریع و تیز تر
اینچنیں اسپے کجا آید بکار ... تا بکار است ایں در اسپانش مدار
اسپ آں اسپ است کو بارِ گراں ... میکشد ہم میرود بس خوش عناں
کاملے گر زن مدارد صد ہزار ... صد کنیزک صد ہزاراں کاروبار
نیست آں کامل ز قربت ہست دور ... پس گرافتد در حضور او فتور
نیست آں کامل نہ مردے زندہ جاں ... گر خردمندی ز مرد انش مخواں

کل کو یہ بھی کہدینا کہ وید میں تناسخ اور نیوگ کی تعلیم ہے اور وید کی رو سے خدا خالق الارواح و مادہ وغیرہ نہیں یا رحیم کریم نہیں وغیرہ اور چونکہ وید ماخذ قرآن ہے پس عین انصاف ہے کہ یہ کہدیویں کہ تمام مذکورہ باتیں قرآن کی ہی تعلیم ہیں۔

ناظرین ایہ بھی خیال کیا ہوگا کہ انجیل کا بھی کوئی مقام نہیں بتایا۔ مجھے گمان نہیں بلکہ یقین ہے کہ سائل صاحب کہیں سے یہ حوالہ نہیں دے سکتے کہ حضرت عیسیٰؑ یا حضرت یحییٰؑ نے مجرد رہنے کی تعلیم دی ہے۔ ہاں اگر ایڈیٹر صاحب (سائل) کو معلوم ہے۔ تو ضرور مطلع فرمائیں مگر یہ یاد رکھیں۔ کہ کہیں کسی حواری کی تعلیم کو حضرت عیسیٰؑ یا حضرت یحییٰؑ کی تعلیم سمجھکر پیش نہ کر دیں۔ بلکہ آپنے حوالہ اس امر کا دینا ہے کہ یہ ہر دو صاحبؑ مجرد رہنے کی تعلیم دیتے تھے؟

نیز یہ کہ آپنے ماخذ کا لفظ بہت جلدی سے کہدیا۔ ذرا یہ بھی تحریر کر دیں کہ انجیل کیونکر ماخذ قرآن بن سکتی ہے ذرا ہوش میں آکر جواب دینا۔ ایسا نہ ہو جس طرح حوالہ کا جواب دیا ہے اسی طرح کا جواب یہ بھی ہو۔ بڑی تاکید کرتا ہوں۔

اب لفظ "حصور" کے متعلق (العیونہ) کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں سایل نے (یا معترض نے) حصور کے معنے یا مفہوم "عورتوں سے بچنا" بتائے ہیں۔ جسکا مطلب یہ کہ شادی نہ کرنی اور مجرد رہنا بہت اچھا تھوڑی دیر کے لیئے اسی مفہوم و مطلب کو صحیح تصور کر لیتا ہوں۔ تو اس کی دو صورتیں ہوئیں (۱) اول یہ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام مخنث تھے۔ (۲) باوجود طاقت رجولیت کے مجرد رہنا پسند کیا یا مجبوراً مجرد رہے

اب ذرا لفظ حصوراً کے سیاق سباق پر نظر کرلیں کیونکہ بغیر سیاق سباق کے دیکھنے کے ترجمہ کرنا سخت نادانی ہے۔ سو آپکو سورہ آل عمران رکوع ۴ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جہاں حضرت زکریاؑ دعا کرتے ہیں۔ رب ھب لی

من لدنک ذریۃً طیّبۃً انک سمیع الدعا۔ اے میرے رب عطا کر مجھکو اپنے حضور سے اولاد طیّب تو ہی دعا کا سننے اور قبول کرنیوالا ہے۔

طیّب کہتے ہیں پاکیزہ۔ پسندیدہ چیز کو یعنی حضرت زکریا اولاد کے دعا فرماتے ہیں مگر اولاد کیسی چاہتے ہیں جو پاکیزہ ہو عیب دار نہ ہو نہ جسمانی عیب ہو نہ اخلاقی در وحانی پھر اپنے پسندیدہ بھی ہو۔ اب اللہ جل شانہ نے بھی کیسی قبولیت فرمائی ہے ان اللہ یبشرک بیحیٰی مصدقاً بکلمۃ من اللہ و سیداً وحصوراً ونبیاً من الصّالحین یعنی فرمایا کہ اے زکریاؑ تجھکو خوشی کی خبر سناتے ہیں۔ کہ تم کو ایک لڑکا مسمی یحیٰی عطا کرینگے جو ایک پیشگوئی کا مصدق ہوگا وہ سردار ہوگا۔ وہ حصور ہوگا۔ وہ نبی ہوگا صالحین میں سے۔

اب آپنے سباق وسیاق کو دیکھا موقعہ محل پہچانا کہ حضرت زکریاؑ پاکیزہ و پسندیدہ اولاد کی دعا کرتے ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے قبولیت فرمائی اور بڑی خوشخبری سنائی۔ اب پہلا سائل کے معنے کی پہلی صورت کہ نامرد ہوگا ذرا چسپاں کرکے تو دکھاؤ کیا ناقص الخلقت مخنث کو بے نقص کہ سکتے ہیں؟ اور کیا خوشخبری کے ماتحت یہ لفظ بول سکتے ہیں۔ کہ تیرا بیٹا نامرد ناقص الخلقت ہوگا؟ ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں افسوس یہ لوگ اعتراض کرتے وقت آگا پیچھا نہیں دیکھتے درمیان سے ایک لفظ پکڑ لیا اعتراض کرنا ہے وہ کسی طرح سے ہی کیوں نہو ضرور کر دینگے گویا کہ اس کے ماقبل و مابعد کچھ لکھا ہی نہیں۔

اور دوسری صورت کہ باوجود طاقت رجولیت کے اس طاقت سے کام بالکل نہ لینگے نام کو بھی شادی نہ کرائینگے اس کی نسبت بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ فطرت انسانی کے خلاف کام کرنا سخت غلطی ہے۔ جب یہ طاقت بقائے نسل کے لیئے ہے۔ اور اسی... لئے دی گئی ہے۔ تو پھر اس سے کام نہ لینا

ناجائز طریق سی، فطرت سلیم کے تقاضا کے خلاف قدم مارنا ہی - نیز خدا تعالیٰ نے جب ایک طاقت دی ہے تو اس سی کام نہ لینا اس نعمت کا کفران ہی اور گویا یہ ایک فضول اور لغو کام تھا - جو کہ نعوذ باللہ اللہ جل شانہ نے کیا کہ ایک ایسی قوت عطا کی جسکے استعمال کی قطعاً ضرورت نہ تھی - پھر روزانہ تجربہ و مشاہدہ میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہی کہ جب کسی قوت کا استعمال ترک کیا جاتا ہو تو کچھ عرصہ کے بعد وہ طاقت ایسی مفقود ہو جاتی ہے گویا کہ تھی ہی نہیں مثلاً بہت سے سادھو وغیرہ ہاتھوں کو اونچا رکھتے ہیں اور ان سے کسی قسم کی حرکت نہیں کرتے پس وہ کچھ مدت بعد اسی جگہ پر کھڑے کے کھڑے خشک ہو جاتے ہیں یا اگر کسی مضبوط جفاکش کاشتکار کو یا دوسرے پیشہ ور مثلاً لوہار بڑھئی وغیرہ کو اس کے اپنے پیشہ سے ہٹا کر بیکار رکھکر عمدہ خوراک پوشاک و مکان دیئے جائیں تو کچھ عرصہ کے بعد اس کی پہلی قوتیں مضبوطی جفاکشی وغیرہ بالکل مفقود ہو جائیں گی اس قسم کی بہت سی مثالیں دنیا میں موجود ہیں کہ جس طاقت سے کام نہ لیا جاوے وہ آہستہ آہستہ مفقود ہو جاتی ہے یہی حال رجولیت کا ہے - کہ اگر اس سے کام نہ لیا جاوے تو کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی جواب دے جاتی ہی لہذا اگر حضرت یحییٰؑ پیدائشی نامرد نہ تھے - تو مجرد رہنے سے کچھ عرصہ بعد یہی اسکا نتیجہ بھی بالآخر یہی ہے کہ نامرد ہوئے تو اب پھر وہی سوال ہے کہ وہ بات کس طرح خوشی کا موجب یا خوشخبری ہو سکتی ہے جسکا لازمی نتیجہ اولاد کا نامرد ہونا ہے - جس کا بیشتر ذکر کر آیا ہوں پھر یہ کہ ایک انسان اپنے اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک بیوی بچے نہ ہوں تو اس لحاظ سے جسمانی نقص تو درکنار اخلاقی نقص بھی لازم ہوگا میرا اسجگہ بھی وہی سوال ہی کہ کیا یہ خوشی کا مقام یا خوشخبری ہو سکتی ہے کہ وہ بیٹا اخلاق میں ناقص ہوگا" ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں - کسی باپ کے لیئے ناقص الخلقت یا نامرد یا ناقص اخلاق والا بیٹا خوشخبری نہیں ہو سکتا - اور کوئی اس خبر سے خوش نہیں ہوگا -

ایک بات اور بھی ہے کہ نبی یا رسول بطور استاد کے ہوتے ہیں وہ اپنی جماعت کو تعلیم بھی دیتے ہیں اور اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے ہیں کیونکہ صرف تعلیم دینا اور تجربہ اور عمل کر کے نہ دکھانے سے فائدہ نہیں ہوتا دیکھا ہوگا۔ کہ کئی پنڈت یا دری یا عالم لیکچر دیتے ہیں مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تو ان کے ساتھ والے کوئی عملی نمونہ نہیں دکھا سکتے کیونکہ استاد نے کر کے نہیں دکھایا۔ سائنس کو دیکھو بلکہ دیگر امور دنیا پر نظر ڈال کر دیکھو کہ خود استاد کر کے دکھاتے ہیں۔ تبھی شاگرد سیکھتے ہیں انبیاء ع کی غرض ہی یہی ہوتی ہے کہ تعلیم سکھلائیں۔ مگر اپنا نمونہ دکھا کر پس اگر حضرت یحییٰ ع کے بیوی بچے نہ تھے اور انہوں نے اپنی قوم کو کوئی نمونہ ہی نہیں دکھایا کہ کسطرح کا سلوک بیوی کیساتھ کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح اولاد کی تربیت کرنی چاہیئے۔ وغیرہ تو وہ بیچارے سوکھی تعلیم سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ بلکہ اس کا نتیجہ لازمی یہی ہوتا کہ وہ لوگ انکی دیکھا دیکھی مجرد رہنا اختیار کرتے البتہ یہ نمونہ ان کے لیے حجت ہوتا مگر قرآن کریم نے انکار کر دیا ہے جیسا کہ پیشتر ذکر کر چکا ہوں کہ مجرد رہنا بدعت ہے کسی رسول کی نہ یہ تعلیم ہے اور نہ کسی رسول کا اسپر عمل ہے اب یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ حصور کے معنے "عورتوں سے بچنا" کرنے غلط ہیں اور یہ کسی صورت سے صحیح نہیں ٹھہر سکتے۔

ہاں اگر آپ کو اسکا مطلب یا مفہوم سمجھنا تھا تو سورہ مریم کا پہلا رکوع بھی دیکھ لیا ہوتا جس جگہ دعا اور قبولیت یا بشارت ذرا تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ دیکھو حضرت زکریا علیہ السلام پر اللہ جلشانہ اپنی **رحمت** کا ذکر فرماتا ہے۔ اس تمام رکوع کو غور سے پڑھو کہ حضرت زکریا علیہ السلام ایک ولی کی درخواست کرتے ہیں کہ جو انکا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو۔ اور طیبۃ کو لفظ رضیًا سے حل کر دیا اور "حصور" کو اس طرح سے سمجھا دیا۔ وحنانًا من لدنا و زکوٰۃ وکان تقیًا و برًا بوالدیہ و لم یکن جبارًا عصیًا۔

ہم نے اسکو اپنے فضل سے رحم کرنیوالا - مہربانی کرنیوالا بنایا - اسکو تزکیہ نفس عطا فرمایا - وہ ہر ایک بدی سے بچنے والا تہا - (بدکار عورت سے بچتا ہو یا کچھ اور ہی) وہ متقی تہا - یہ سب باتیں لوگوں کے دکہانیکے لیئے نہیں - بلکہ خدا کے خوف وخشیت سے تہیں - وہ والدین سے حسن سلوک کرنیوالا تہا - سرکشی اور نافرمانی سے بچتا تہا -

تو حصور کے کیا معنی ہوئے کہ اے زکریا تیرا بیٹا بدیوں کے ارتکاب سے محفوظ ہوگا - نیک اور فرمانبردار ہوگا - یہ وہ معنی ہیں جو قرآن کریم نے خود بیان فرما دیئے کیا یہ معنی موقع ومحل کے مطابق اور صحیح ہیں یا کہ سائل کے (مجرد رہنا)؟

اب یہ کا عقدہ "لاینحل" بفضل خدا نہایت عمدگی سے حل ہو گیا - حضرت یحیےٰ کی نسبت لفظ حصور کا حوالہ دیا تہا - سو اسکو حتی الامکان اچہی طرح سے صاف کر دیا حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کوئی حوالہ نہیں دیا - اسلیئے خود ہی اس کی تردید ہو گئی اب اس علام الغیوب کی کتاب مقدس پر جو اعتراض کیا تہا وہ بالکل ردّی اور لغو ثابت ہو گیا اور محض ضد اور تعصّب کی تاریکی یا نادانی کیوجہ سے پیدا شدہ ثابت ہوا - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

یاد رکہیں کہ اس کتاب پاک پر کوئی صحیح اعتراض نہیں آسکتا - اور ہرگز نہیں آسکتا - کیونکہ اس کے بہیجنے والا علیم وحکیم خدا ہے - اب دوبارہ تاکید سے کہتا ہوں کہ انجیل سے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کے قول تلاش کریں کہ کہاں انہوں نے مجرّد رہنے کی تعلیم دی ہے دوسرے یہ کہ کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا ماخذ ٹہرانے کے لیئے کیا کیا شرائط ہیں ذرا سوچ سمجہکر جواب دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ انجیل قرآن شریف کا ماخذ کس طرح بن سکتی ہے -

اب میں اپنے مضمون کو ختم کر چکا ہوں اور سایل کو خیر خواہی کے طور پر کہتا ہوں

کہ اپنی زبان کی اصلاح کرے بلکہ اپنی تمام عادات و اخلاق کی اصلاح کی کوشش کرے یہ باتیں خدا کے خوف و خشیت سے اور اس کی محبت سے پیدا ہوتی ہیں خدا کے خوف کو دل میں جگہ دو اور اس کی عظمت کو نگاہ رکھو لوگوں کو اگر خوش نہیں کرتے اور سکھ نہیں پہنچا سکتے۔ تو کم سے کم دکھ تو نہ دو۔

مقدس انسانوں کو برا بھلا کہنے سے اور مقدس کتابوں کی توہین سے زبان کو روک لو۔ مبادا اس دنیا میں کسی عذاب میں مُبتلا ہو جاؤ۔ کیونکہ سنت اللہ یہی چلی آتی ہے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

(برکت علی احمدی عفا اللہ عنہ)

پنجاب ریویو

یہ ماہوار رسالہ مولوی ظفر علی صاحب بی۔ اے کی زیر ایڈیٹری نکلنا شروع ہوا ہے اسوقت اُردو زبان کی ترقی کیلئے اور اردو دان پبلک کی دلچسپی کے لئے عمدہ اور مفید رسالوں کی ضرورت تو ہی اور اس لحاظ سے ہر ایک شخص جو زبان اردو سے دلچسپی رکھتا ہو کسی نئے رسالہ کو دیکھکر امید و بیم کے دوز بردست ہاتھ جذبات کو کھینچ تان میں آجاتا ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ مدت کے بعد سب امیدیں خاک میں ملجاتی ہیں اور وہ پودہ جس پر آیندہ زمانہ میں تازہ اور شیریں پھل دینے کی امید تھی یا یاس سے ہی محروم نظر آتا ہے بڑے بڑے وعدہ والے جاتے اور خوشنما کن نظارہ پیش کئے جاتے ہیں مگر وقت آنے پر وہ وعدے مواعید عرقوب اور وہ نظارہ ایک پیاسی کے لیے سراب ثابت ہوتے اگر ایک ایک رسالہ میں ایک ایک مفید بات ہوا کرے تو وہ نفع رساں ہو سکتے ہیں مگر وہاں تو ایسے ایسے سین نظر آتے ہیں کہ اچھی بھلی آنکھوں

والوں کو بھی آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں۔ اور اسوجہ سے اکثر رسالہ بجائے بینائی بڑھانے کے رسوائی بڑھانیکے باعث ہو جاتے ہیں اور یہ سب دقتیں ایک ہی سبب سے ہیں کہ جن کو خدا نے سمجھ دی ہی اور عقل دی ہی اور پھر ساتھ اسکے لکھنے کی لیاقت بخشی ہے وہ اس میدان میں آنیسے گریز کرتے ہیں اور ہندوستان کے رسالے اڈیٹروں کا اکھاڑا بنے ہوئے ہیں پہلے رسالہ میں بیشک چند لائق آدمیوں کے آرٹیکل ہوتے ہیں مگر دوسرے یا تیسرے پرچہ میں خاتمہ ہو جاتا ہی اور سب جوش و خروش ہانڈی کے ابال کی طرح بیٹھ جاتا ہی اول تو ایڈیٹر توجہ نہیں کرتا۔ اگر کرے بھی تو اکیلا انسان کیا کرے جب تک نامہ نگاروں کی کثرت اور پھر لائق نامہ نگاروں کی کثرت نہ ہوگی ہندوستان تک رسالہ قدر و منزلت کی نگاہوں سے نہیں دیکھے جا سکتے خدا نے ہر ایک کام کے لیئے الگ الگ آدمی پیدا کیئے ہیں۔ جبتک ہر ایک فن کا مشاق اپنی قلم کی آگاہی ہمکو نہ دے ہم خاک فائدہ اٹھا سکتے ہیں مجھے بہت تعجب آیا کرتا ہی جبکہ اردو کے اخباروں میں اکثر چین و جاپان یا ایران و روس یا امریکہ اور سپین یا جرمن و فرانس یا آسٹریلیا اور اٹلی یا انگلینڈ اور ایجپٹ کے تعلقات پر بحث ہوتی ہے اور ان آرٹیکلوں کے لکھنے والے اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ملک چھوڑ کر اپنے صوبہ تک کے حالات سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان ممالک کی طاقتوں ان کی قومی روایتوں اور انکے پولیٹیکل دعووں سے محض جاہل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں کچھ بھی واقفیت رکھنے والا انسان ان اخبارات کو کیونکر پڑھے جو لوگ واقف ہیں وہ خاموش ہیں اور آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد کے مصداق بن رہے ہیں غرض ایسی صورت میں کسی نئے رسالہ کا نکلنا بھی خواہ ملک کے لئے کسی بڑی خوشی کا باعث نہیں ہو سکتا ہاں اگر ایکسال کامل گزر جائے اور پھر بھی اس میں بجائے تنزل کے ترقی ہی نظر آئے تو وہ رسالہ بیشک اس قابل ہی کہ اپنے ساتھ اپنے ایڈیٹر کی تعریف بھی کروائے۔ اور زور سے کروائے یہ جو کچھ لکھا گیا اسکا اصل محرک خود اس رسالہ کی طرف سے (ایڈیٹر)

رسالہ نے اسے انگریزی میگزینوں کی طرز پر چلانیکا ارادہ کیا ہی۔ جو بڑا وقت طلب امر ہی لیکن بصورت کامیابی کے قابل شکریہ بھی ہی پہلے نمبر میں جو نظمیں دیگئی ہیں وہ تو کچھ قابل قدر نہیں ہاں مضامین میں سے مسلم پالیٹکس محررہ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے سیکرٹری مسلم لیگ۔ جرجی زیدان محررہ مولانا محمد اسلم صاحب جراجپوری۔ اسلام کی برکتیں محررہ ایڈیٹر صاحب رسالہ ہذا۔ سیرت محررہ مکرمی عظمی مرزا سلطان احمد صاحب شیرمال بہادل پور۔ یہ چار مضامین عمدہ ہیں اور اگر ان مضامین پر ترقی کا قدم بڑھایا گیا تو امید کامیابی ہے انشاء اللہ تعالی گران مضامین میں سے جرجی زیدان کی نسبت میرے خیال میں کسی قدر حد سے زیادہ فراخدلی سے کام لیا گیا ہی اس شخص نے اسلام کو سخت نقصان پہونچانے کی کوشش کی ہی اور ہم ہرگز تیار نہیں کہ اسکا کوئی احسان قبول کریں ایڈیٹر صاحب نے بھی اپنے مضمون میں ایک عجیب بات لکھی ہی یعنی حضرت مسیح شہید ہوئے بذات خود تو یہ اچنبھے کی بات ہی۔ لیکن نقاش کے نقش قدم میں جو کچھ جھلک نظر آتی تھیں اسکے کسیقدر خلاف ضرور ہی۔ بہر حال رسالہ قابل قدر ہی ہم امید کرتے ہیں.......... کہ با استطاعت احباب اسکی مدد میں کوتاہی نہ کرینگے مگر ایڈیٹر صاحب کو نامہ نگاران کے پیدا کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے رسالہ کی قیمت خاص عہ ہے اور عام ۸ہ ہے مقام اشاعت کرم آباد ہی اور ایڈیٹر صاحب سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہی

ویدکے ظہور میں فتور

یہ چھوٹا سا پمفلٹ منشی ظہیر الدین صاحب نے لکھا ہی اور مولوی محمد الدین صاحب حکیم دروازہ دیسانگہ گوجرانوالہ کے پتہ سے ۱؍ کی قیمت پر ملسکتا ہی اس مختصر سے رسالہ میں منشی صاحب نے بعض آرین عقاید کی عمدگی سے تردید کی ہی اور اگر مذاق خاص کی طرف منسوب نہ کیا جاوے تو میں اس رسالہ کو پڑھکر بہت پسند کیا اور امید کرتا ہوں کہ دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ آریوں کی سر توڑ کوششوں کے مقابل میں اگر مسلمان بھی اس قسم کے رسالوں کو خرید کر مستحق لوگوں میں تقسیم کریں

اور اُس کا صلیب سے بچ رہنا یقینی پس جب ثابت ہو گیا کہ یسوع صلیب پر سے زندہ اُتر آیا تھا۔ اور مرا نہ تھا تو کفارہ خود باطل ہو گیا۔

کفارہ پر دیگر اعتراضات

جسقدر ثبوت بینے کفارہ کے ابطال کے دیئے ہیں اُن سے کافی طور سے ثابت ہو گیا ہی کہ کفارہ کا مسئلہ من گھڑت ہے۔ اور بائبل سے اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ اوّل تو خدا تعالی کی توحید ثابت ہے اور تثلیث بے ثبوت ہے پھر یہ ثابت نہیں کہ ایک سے زیادہ خدا اگر مان لیئے جائیں تو وہ باپ بیٹا ہیں اور پھر اگر باپ بیٹا بھی ہیں تو مسیح ہی وہ بیٹا ہے کیونکہ اگر بیٹا ہونا ضروری ہو تو اور آدمی موجود ہیں کہ جو ہر طرح ابنیت کے یسوع سے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اگر یسوع کو بیٹا مان بھی لیا جائے تو یہ ثابت نہیں کہ اسنے خوشی سے صلیب پر لٹکایا جانا پسند بھی کیا تھا تو اسکا صلیب پر مرنا ثابت نہیں بلکہ صلیب سے صاف بچکر کشمیر کی طرف چلا جانا ثابت ہے لیکن اب میں کفارہ کے متعلق اور چند اعتراضات پیش کرتا ہوں کہ جن سے کفارہ کے خیال کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔

اوّل یہ کہ بائبل میں ہے کہ جو کاٹھ یعنے صلیب پر لٹکایا جائیگا وہ لعنتی موت مریگا۔ اور خدا سے دور ہوگا۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص کی نسبت جو خدا کا بیٹا بھی مانا جائے یہ بات کہی جائے کہ ایکوقت اسپر ایسا آیا تھا کہ وہ خدا سے دور ہو گیا تھا کیونکہ خدا سے دور ہونا دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب ایک شخص خدا تعالے سے غافل ہو جائے اور اس سے نفرت کرنے لگے۔ تو کہا جاتا ہی کہ وہ خدا سے دور ہے یا لعنتی ہے پس یسوع کی نسبت کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ کسی وقت اُسے خدا سے نفرت ہو گئی تھی اور وہ اس سے دور ہو گیا تھا حالانکہ چھوٹے نبیوں کی نسبت پیشگوئی تھی کہ وہ تو کاٹھ پر لٹکائے جائیں گے

مگر بچوں کی ساتھ ایسا سلوک کبھی نہ ہوگا۔ پس اگر یسوع کاٹھ پر مرگیا تھا تو کفارہ تو کفارہ خود یسوع کی نبوت تک ثابت نہیں ہوتی۔

دوم یہ کہ کفارہ کو مان کر بھی خدا تعالیٰ کی عدالت ثابت نہیں رہتی۔ کیونکہ کیسے ظلم کی بات ہی کہ اگر ایک کمزور مخلوق یعنی انسان گناہ کرے تو اسے ابدالآباد کے لئے جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور اپنے بیٹے کو باوجود اس کے کہ اُس کے سر پر کروڑوں گناہ ہیں تین دن کے لئے دوزخ میں رکھا جاتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ خدا تھا اور غیر محدود تھا۔ اس لئے اُسے تین دن کی سزا دیگئی۔ تو اس پر یہ الزام آتا ہے۔ کہ پھر خدا محدود ہو جاتا ہے۔ کیونکہ غیر محدود کی ساتھ محدود کو کوئی نسبت نہیں ہو سکتی اور جب دو چیزوں میں نسبت ہوگی۔ تو وہ ضرور محدود ہونگی۔ کبھی کسی نے حساب میں یہ سوال نہ دیکھا ہوگا کہ اگر کسی محدود چیز کو اسقدر کام کے بدلہ میں اتنا بدلہ دیا جائے۔ تو غیر محدود ہستی کو اپنے ہی کام کے بدلہ میں کتنا دیا جائیگا۔ پس اس صورت میں یسوع کو تین دن کیا ایک سیکنڈ کی بھی سزا نہیں ملسکتی تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ گو نسبت تو کوئی نہیں بیٹھی مگر علی الحساب سزا دیدی گئی تھی تو یہ ظلم ہے پس یسوع کو تین دن تک سزا کا ملنا ممکن ہی نہیں اگر ممکن ہو بھی تو ظلم ہے۔

سوم یہ کہ یسوع کو جو تین دن تک دوزخ کی سزا ملی تو یہ خدا بیٹے کو سزا ملی تھی یا یسوع انسان کو۔ اگر بیٹے کو سزا ملی تھی تو خدا میں تقسیم لازم آتی ہے۔ یعنی اگر تین خدا نہیں تو ان دنوں میں دو رہ گئے تھے اور اگر ایک نہیں تو اسکا تیسرا حصہ رہ گیا تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ سزا یسوع انسان کو ملی تھی تو پھر وہی اعتراض پڑتا ہی کہ اس صورت میں اسے صرف تین دن کی سزا دینا مسیحیوں کے اعتقاد کے مطابق ظلم تھا۔ اور دوسرے ایک دھوکہ تھا کیونکہ جب واقعہ میں خدا بیٹا خدا باپ کے پاس موجود تھا۔ تو پھر اس نے ایک خاک کا پتلا بنا کر اسکا نام اپنا بیٹا

رکھدیا اور اُسے صلیب دیکر اپنے عدل کو قایم رکھنے کی کوشش کی۔ جو صریح دہوکہ ہی
چہارم کفارہ کا عقیدہ خلاف عقل ہی کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ زید کے
پیٹ میں درد ہو اور عمر اپنی پسلی میں چھری مارلے۔ اور زید اچھا ہو جائے۔

پنجم اگر کفارہ سچا ہے تو پہلے نبیوں کا کیا حشر ہوگا کہ جو توحید کے قائل تہے
اور انہیں یسوع کے کفارہ پر ایمان لانیکا موقعہ نہیں ملا اگر وہ کفارہ پر ایمان لائے
بغیر نجات پا سکتے تہے تو ہم کیوں نہیں پا سکتے اور کیا نئی ضرورت پیدا ہوئی تہی
کہ یسوع کو صلیب پر لٹکانا پڑا۔ پہلے نبی بڑے زور سے توحید باری کے قائل تہے
پس وہ کفارہ کے قائل کس طرح ہو سکتے تہے اور حضرت یوسف سے جب اُنکے
بھائیوں نے کہا کہ بنی یامین کے بدلہ میں انکو قید کرلے تو اس نے انکار کیا اور
کہا کہ یہ تو ظلم ہے اگر کفارہ درست تہا تو انہوں نے کیوں نہ بدلہ منظور کرلیا۔

ششم۔ اسوقت کی مسیحی سلطنتیں کیوں کفارہ پر عمل کرکے ایک کے بدلے میں دوسرے
آدمی کو پہانسی نہیں دیتیں۔ کیونکہ اگر وہ اس کو جائز رکھیں تو ہزاروں آدمی پیدہ کے
زور سے اپنے قائمقام دیدیں اور خود کو سزا سے بچالیں۔

ہفتم۔ کیا وجہ ہے کہ مسیحی گورنمنٹیں مسیحیوں کو سزا دیتی ہیں کیونکہ جب ان کے
گناہ معاف ہو چکے ہیں تو اب وہ جو چاہیں کریں انپر کوئی الزام نہیں۔ اور اگر
باوجود کفارہ پر ایمان لانے کے انسان کے لیئے گناہوں سے بچنا لازمی ہے
تو کفارہ کا فائدہ کیا ہوا پہر تو کفارہ بالکل بے سود ہے اور دوسرے کفارہ کے
مسئلہ کی ضرورت تو تب پڑی جبکہ مان لیا گیا کہ انسان گناہوں سے نہیں
بچ سکتا اسلیئے اس کی نجات کے لیئے یسوع صلیب پر لٹکایا گیا۔ پس اگر
کفارہ کیساتہہ نیک اعمال کی شرط لگی ہوئی ہے تو نجات محال ہے کیونکہ مسیحی
عقاید کے روسے انسان گناہوں سے بچ ہی نہیں سکتا۔ پس جب انسان نے

ضرور گناہ کرتے ہیں اور کفارہ نے اسوقت تک کوئی فائدہ نہیں پہنچایا جب تک اعمال نیک نہ ہوں تو نجات ناممکن ہوگئی اور اگر کہا جائے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں تو پھر مسیحی مجرم کو سزا دینا ناجائز ہوا۔ بلکہ اگر وہ گندہ سے گندہ فعل بھی کرے تو اسے تسلّی دینی چاہیئے۔ کہ تو نے بہت عمدہ کیا تیرے سب گناہ یسوع نے اٹھائے ہیں تو اب ناجی ہے اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ جب انسان کفارہ پر ایمان لاتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ مسیحی ممالک کے حالات اظہر من الشمس ہیں۔ اور یورپین تہذیب کے واقف خوب جانتے ہیں۔ دوسرے بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مسیحیوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ تو یہ اعتراض پڑتا ہے کہ جب مسیحی گناہ کرتے ہی نہیں تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مسیح نے ہمارے گناہ اٹھالیے جب گناہ ہی نہ ہوتے تو پھر اٹھایا کیا۔

غرض کہ کوئی پہلو ہی لیلو کفارہ کا مسئلہ غلط ہی ثابت ہوتا اور عقل سے بالا نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔ پس جو طریق کہ مسیحی مذہب نے گناہوں سے نجات حاصل کرنیکا بتایا ہے۔ بالکل باطل اور بیہودہ ہے اور کوئی ذی عقل اس طریق سے اپنے گناہوں کی معافی کا امیدوار نہیں ہوسکتا۔

بقیہ رسیدات زر ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰

۶۸۱ - حکیم نور محمد صاحب صمہ
۶۵۵ - شیخ فتح الدین صاحب عار
۲۷۸ - میاں حیات محمد صاحب عہ
۲۹۹ - میاں نبی بخش صاحب عار
۶۰۹ - ملک غلام محمد صاحب عہ
۷۱۴ - نواب خان صاحب عہ
۵۰۶ - منشی دولت خانصاحب عار
۲۹۸ - حکیم محمد اکرم صاحب عہ
۲۱۶ - محمد وزیر خان صاحب عہ
۶۴۲ - شیخ محمد حسین صاحب عہ
۲۹۷ - سیٹھ موسیٰ اسماعیل صاحب عہ
۷۱۳ - میاں جمال الدین صاحب عہ
۳۲۷ - بابو روشن الدین صاحب عہ
۲۰۱ - شیخ جان محمد صاحب عہ
۲۷ - عبداللہ صاحب عہ
۲۲۸ - مرزا سلطان احمد صاحب عہ
۱۱۲ - میاں غلام رسول صاحب عہ
۱۲۶ قاضی بدرالدین صاحب عہ
۲۱۵ - ماسٹر غلام محمد صاحب عہ
۱۴۳ حکیم محمد قاسم صاحب عہ

۱۶۰ - محمد ابراہیم صاحب عہ
۴۷۶ میاں عنایت اللہ صاحب عصہ
۴۰۶ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب عہ
۱۲۲ میاں قدرت اللہ صاحب عہ
۴۲۵ مرزا امیر اللہ صاحب عہ
۴۴۲ محمد رمضان صاحب عہ
۵۶۶ سید ولادت صاحب عہ
۵۱۶ بابو برکت علی صاحب عہ
۶۷۴ - میاں محمد ابراہیم صاحب عہ
۶۰۳ - منشی نواب خاں صاحب عہ
۷۴۹ میاں صدرالدین صاحب عہ
۶۶۵ میاں مسعود احمد صاحب عہ
۸۸۹ - بابو برکت علی صاحب عہ
۱۵۷ میاں رحمت اللہ صاحب عہ
۳۵۴ - میاں محمد رحیم الدین صاحب عہ
۷۳۴ - حاجی امیر الدین صاحب عہ
۵۵۳ - ملک داد خاں صاحب عہ
۹۲ - بابو منظور الٰہی صاحب عہ
۳۲ - جی - ایم غلام علی صاحب عہ
۵۲۷ - چودھری محمد اسمٰعیل صاحب عہ

۱۴۷ - بابو محمد اسمٰعیل صاحب عہ
۷۲۵ - چوہدری محمد خانصاحب ذیلدار عہ
۷۱۸ - چوہدری حکم الدین صاحب عہ
۶۳۴ - منشی سلطان عالم خانصاحب عہ
۶۳۵ - ماسٹر قمرالدین صاحب عہ
۶۷۱ - میاں اللہ دتا صاحب عہ
۷۱۱ - میاں دین محمد صاحب عہ
۷۴۹ - بابو عطار محمد صاحب عہ
۶۴۴ منشی غلام محمد صاحب عہ
۶۱۲ - بابو محمد رشید خانصاحب عہ
۹۲۴ سید صادق حسین صاحب عہ
۶۸۰ چوہدری گوہر علی صاحب عہ
۶۵۰ منشی امیر الدین صاحب عہ
۳۹۷ ڈاکٹر رحیم بخش صاحب عہ
۳۸۷ میاں عبدالعزیز صاحب عہ
۱۴۷ میاں محمد افضل صاحب عہ
۳۷۱ منشی غلام حیدر صاحب عہ
۱۳۷ - منشی طفیل احمد صاحب عہ
۲۵۷ منشی محمد حسین صاحب عہ
۲۴۶ - میاں بشیر احمد صاحب عہ

ڈاکٹر برمن کا بنایا ہوا

اصلی عرق کافور

انیس سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے

ڈاکٹر بید۔ اور حکیمونکی یہ رائے ہی۔ کہ ہیضہ کی یہ اکسیر دوا ہی ہیضہ کے شروع ہوتے ہی عرق کافور پلانیسے یہ اپنا فایدہ دیکھاتا ہی۔ دست و قے تھوڑی ہی دیر میں بند ہوجاتی ہے شکم کی اینٹھن مٹجاتی ہے ہاتھہ پیروں میں گرمی آتی ہی۔ اور مریضونکو نیند آجاتی ہی۔ کلوروڈائن وغیرہ کی قسم ہیضہ کی دوسری دوائیوں کے مانند جنمیں افیون ملی ہوئی رہتی ہی۔ اس عرق کافور کا آخیر نتیجہ خراب نہیں ہوتا۔ ہیضہ کو بند کرنیوالی دوا سوائے عرق کافور کے دوسری نہیں ہی۔ کسی مقام میں ہیضہ پھیلا ہو۔ تو روزانہ اسکے دو تین قطروں کا استعمال کرنیسی پھر اس بیماری کے ہونیکا اندیشہ نہیں رہجاتا کیونکہ یہ ہیضہ کے زہر کو بیکام کر دیتا ہے۔ وقت پر ہیضہ سی بچنے کیلئے خاص دوا عرق کافور ہی۔ اگر یہ عرق ہیضہ شروع ہوتے ہی دیا جاوی تو سو میں نوے آدمیوں کی جان بچ جاتی ہی۔ ہیضہ میں یہ ایک خصوصیت ہی کہ وہ پردیس میں رات کے پچھلے پہر و نیس ہوا کرتا ہی جسوقت اس کیلئے دوا کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شخصکو اور خاصکر مسافران کو یہ لازم ہے۔ کہ وہ عرق کافور کی ایک شیشی ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھیں۔

ہیضہ کے سوائے گرمی کے دست پیٹ کے درد اور بدہضمی میں بھی عرق کافور بہت مفید ہوتا ہے۔ نقلی عرقوں سی بچو۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور گول شیشی میں بھر کر جو پہلے کاغذ کے بکس میں بند رہتا ہے۔ اور اُن بکسوں پر ٹریڈ مارک چھپا رہتا ہے۔

قیمت فی شیشی چار آنہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک کیواسطے (۵/)

المشتہر

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۶۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

باہتمام منشی مظفر الدین اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا۔